بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآ ءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌ بِقَدَرِھَا سورہ الرعد آیت ۱۷

اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا

سیرت

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ

دریائے وحدت آشام

خلیفہ چہارم

حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام

مولف

سید علی نجم الدین شاہین

ابن حضرت سید علی داؤدؒ

Cell No 9951764307

ناشر

سید علی نجم الدین شاہین ابن حضرت سید علی داؤدؒ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : سیرت حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ
مولف : سید علی نجم الدین شاہین ابن حضرت سید علی داؤدؒ
سن اشاعت: ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ م ۴/ستمبر ۲۰۱۴ء
تعداد : 1000
صفحات : 48
کمپیوٹر کتابت: SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد
ناشر : سید علی نجم الدین شاہین ابن حضرت سید علی داؤدؒ

کتاب ملنے کا پتہ

(۱) بمکان مولف کتاب سید علی نجم الدین شاہین، سلیم نگر، حیدرآباد

Cell No 9951764307- 9738835480

(۲) SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

Cell No 9959912642

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

تقریظ

الحمدللہ بعد حمد وصلوٰۃ کے آج کے دور میں جبکہ ظاہر داری پر زیادہ توجہ بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اسی بناء پر آج کا نوجوان ہمارے بزرگانِ دین کے اوصاف اور عمل صالح کو بھلا بیٹھا ہے۔ جہاں آج کے دور میں صرف قرآن وحدیث کا زبانی چرچا رہا ہے۔ وہ لوگ ان پاکانِ خدا کی زندگیوں کے احوال پر نظر نہیں کرتے جن اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی زندگی صرف قرآن و حدیث وسنتِ رسول ﷺ کی اتباع میں گذری جبکہ مہدی موعودؑ کا فرمان ''مذہب ما کتاب اللہ و اتباع محمد رسول اللہؐ '' رہا ہے آپؐ کے خلفائے راشدین کی حیات وعمل کا جائزہ لیں اور توجہ سے ان پاکانِ خدا کے حالات کو پڑھ کر ہم اپنی زندگی ایسے بزرگانِ دین کے نقش قدم پر ڈھالنے کی کوشش کریں۔ بس اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان رسالوں کا مطالعہ ضرور ہونا چاہئے۔

ویسے تو مہدی موعود علیہ السلام کے خلفائے راشدینؓ کی حیات طیبہ پر بے شمار رسالے چھپ چکے ہوں گے۔ اور جس طرح ہر رسالہ اپنی اپنی حیثیت سے اہمیت رکھتا ہے۔ اسی طرح جناب سیدعلی نجم الدین عرف شاہین یداللّٰہی صاحب نہ صرف مہدویہ گروہ کے بزرگانِ دین کے حالات اور مہدویہ تعلیمات سے واقفیت رکھتے ہیں بلکہ اپنے سینے میں چھپے علمی ذخیرہ کو بذریعہ علم عوام تک پہنچانے کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ یہ تصنیف خود اس بات کی گواہی دیتی ہے۔ مولف نے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کی سیرت پر جو رسالہ شائع کیا ہے اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپؓ کے جدّ میں جن جن اولیائے کرام کے کارنامے مختصر طور پر یکجا کر کے ایک ہی رسالہ میں سمویا ہے وہ بھی ہمارے لئے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اور حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ خلیفہ چہارم حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام پر لکھے گئے سبھی سیرت کے رسالوں کا عرق اس رسالہ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف صاحب نے بڑی ہی محنت ولگن سے یہ رسالہ قوم کے سپرد کیا ہے۔ اللہ آپ کے قلم میں مزید تاثیر بخشے۔ آمین

فقیر سید مصطفیٰ مبارک یداللّٰہی (بڑودہ)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بندگی میاں شاہ نظامؓ دریائے وحدت آشام حضرت امام عالی مقام مہدی موعودؑ کے خلیفۂ چہارم ہیں۔ آپؓ جائیس کے بادشاہ تھے۔ آپؓ کے آباء واجداد بھی بادشاہ تھے۔ آپؓ کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ اوراس کے اوپر ابراہیم بن ادھمؒ سے رسول اللہ ﷺ کے خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔

شجرۂ نسب:

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ بن شاہ خداوند بن شاہ سلطان دارین بن شیخ رکن الدین بن شیخ نظام الدین بن شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ بن جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن شیخ محمد احمد بن شیخ محمد یوسف بن شیخ شہاب الدین بن احمد فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین محمود بن شیخ سلیمان شاہ بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ اصغر بن شیخ ابوالفتح واعظ اکبر بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیمؒ بن ادھم بن شیخ سلیمان بن شیخ منصور بن شیخ ناصر بن حضرت عبداللہؓ ابن امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عمر فاروقؓ کا سلسلۂ نسب

حضرت عمر فاروقؓ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزا ابن رباح بن عبداللہ بن ازوج بن عدلی بن کعب۔ کعب تک پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ

خلیفہ دوم رسول اللہ ﷺ

حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا میاں نظامؒ فاروقی ہیں۔حق تعالیٰ نے نبوت کی خلافت کا بہرہ دیتے ہوئے ولایت کا خاص خلیفہ بنایا ہے۔

بندگی میاں شاہ نظامؒ کے جد اعلیٰ حضرت عمر فاروقؓ نبی کریم ﷺ کے دوم خلیفہ ہیں۔آپؓ کی خلافت میں اہل اسلام نے بڑے بڑے فتوحات کئے ہیں۔حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المقدس کو فتح کیا ہے۔یہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔واقعہ یوں ہے کہ آپؓ اپنے غلام کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ سے بیت المقدس روانہ ہوئے۔آپؓ کی سادگی ایسی تھی کہ آپؓ باری باری اونٹ پر سوار ہوتے کبھی آپؓ سوار ہوتے کبھی آپؓ کا غلام سوار ہوتا۔جب بیت المقدس قریب آیا تو اونٹ پر آپؓ کا غلام سوار تھا۔اور اونٹ کی نکیل آپؓ تھامے ہوئے تھے یہ حالت مساوات دیکھ کر حاکمان بیت المقدس حیران ہو گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں رمضان المبارک کی تراویح سنت موکدہ قرار دی۔

آپؓ عدل وانصاف میں بڑے مشہور ہیں خود کے فرزند دلبند ابوشیمہؓ پر آپؓ نے حد شرع جاری کی اور درّے لگوائے۔کسی کی سفارش قبول نہ کی۔ایک بار حضرت عمر فاروقؓ کی نماز عصر کی جماعت فوت ہوگئی اس کے کفّارے میں انہوں نے اپنی ایک بہت ہی قیمتی زمین صدقہ کر دی۔ہر شب حضرت عمر فاروقؓ اپنے قدموں پر درّہ مارتے اور کہتے کہ آج دن بھر تم نے کون سے کام انجام دیئے ہیں۔(احیاء العلوم ج ۴ صفحہ ۲۵۵)

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے آپؐ

عمر بن خطابؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ عمرؓ نے آپؐ سے کہا آپؐ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب تک تم کو میں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں تم مومن نہیں ہو سکتے۔ عمرؓ نے کہا اب تو بخدا آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے' آپؐ نے فرمایا اب اے عمرؓ تم مومن ہو۔

ایک شخص نے حضرت عمر فاروقؓ سے ہر روز صبح کی نماز کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کی اجازت چاہی آپ نے اسے اجازت نہ دی۔ اس شخص نے کہا کہ آپ وعظ و نصیحت سے روکتے ہیں فرمایا ہاں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس طرح تو تکبر و غرور میں مبتلا ہو جائے اور اپنے آپ کو تحت الثریٰ میں گرا دے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے آخری ایام میں کعب الاحبارؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمرؓ تمہاری زندگی دو تین دن باقی رہ گئی ہے آخرت کے سفر کی تیاری کرو۔ حالانکہ اُس وقت فاروق اعظمؓ صحت مند تھے۔ آپ نے کعبؓ سے پوچھا کہ تم نے یہ کہاں سے معلوم کیا۔ کعبؓ نے کہا مجھے توراۃ سے معلوم ہوا۔ اتفاقاً مغیرہؓ بن شعبہ کا غلام فیروز آ گیا اس کو ابولؤلؤ بھی کہتے ہیں۔ اُس نے حضرت عمر فاروقؓ سے عرض کیا کہ میرا آقا مجھ سے زیادہ مزدوری طلب کرتا ہے یہ غلام نصرانی تھا اور بعض کا خیال ہے یہ آتش پرست تھا۔ غلام نے کہا اُس میں کمی کروا دیجئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے غلام سے پوچھا تُو کیا ہنر جانتا ہے۔ اس نے کہا فلاں ہنر جانتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے آقا کو تجھ سے زیادہ مزدوری لینی چاہیئے۔ یہ عین انصاف ہے اس میں کمی کی گنجائش نہیں ہے اس کے بعد آپؓ نے اُس غلام سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو اچھی چکیاں بناتا ہے میرے لئے ایک چکی بنا دے۔ اس غلام

نے غصہ سے کہا میں تمہارے لئے ایسی چکی بناؤں گا کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک جاری رہے گی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے اور دوسرے روز فجر کی نماز میں حضرت عمرؓ امامت کر رہے تھے۔ اُس غلام نے محراب کی طرف سے دوڑ کر آپؓ پر خنجر سے وار کیا۔ حضرتؓ زخمی ہوئے۔ اُسی حالت میں آپؓ مکان میں چلے گئے۔ حارث بن کلاہ کو علاج کے لئے طلب کیا۔ اسی نے آپؓ کو تھوڑا دودھ پلایا وہ خون کے ساتھ ناف سے نکل آیا اُس نے کہا یہ علاج ناممکن ہے۔ آپؓ نے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے فرمایا کہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس جاؤ اور مجھے امیر المومنین تعبیر نہ کرو۔ آج میں امیر المومنین نہیں ہوں بلکہ یوں کہو کہ تمہیں عمرؓ نے سلام کہا ہے۔ اور وہ اجازت چاہتا ہے کہ اپنے صاحب پیغمبر رسول اللہ ﷺ کے بازو میں دفن ہوں۔ عبداللہؓ نے فرمان کے موافق اجازت چاہی حضرت عائشہؓ نے اجازت دی۔ اس کے بعد عمر فاروقؓ نے عبداللہؓ سے فرمایا میری وفات کے بعد دوسری مرتبہ عائشہ صدیقہؓ سے اجازت چاہو اجازت مل گئی تو بہتر ہے ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔

حضرت عمرؓ نے آخری ذوالحجہ ۲۳ھ میں وفات پائی آپ کی خلافت کی مدت دس برس چھ ماہ اور چار دن رہی۔ صہیبؓ بن سنانی رومی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بی بی عائشہؓ کے قریب لائے اور بار دیگر اجازت طلب کی۔ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ہم دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے آپؓ کو حضور رسول اللہ ﷺ کے بازو دفن کیا گیا۔

(روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۲۲۔۲۲۳)

عبداللہؓ ابن عمر فاروقؓ

عبداللہؓ ابن عمر فاروقؓ بن خطاب آٹھ سال کی عمر میں والد محترم کے ساتھ اسلام قبول کیا اور جلیل القدر بلند پایہ محدث تھے۔ مکہ مکرمہ میں ۶۳ ہجری کو ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض نے سن وفات ۷۳ھ بتلائی ہے۔

عبداللہؓ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نفس کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ فرشتہ جو رحم پر موکل ہے کہتا ہے کہ اے رب یہ مذکر ہوگا یا مونث۔ اللہ تعالیٰ (اپنی مشیت کے مطابق) اس میں حکم دیتا ہے۔ فرشتہ پھر پوچھتا ہے اے رب یہ شقی ہوگا یا سعید اللہ تعالیٰ اس کا بھی فیصلہ کر دیتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (اُس کو) پیش آنے والی تمام باتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ٹھوکر جو اُسے لگے گی۔

شیخ سلیمان بن شیخ منصور

عبداللہؓ بن عمرؓ کے بعد سلیمان بن شیخ منصور بن شیخ ناصر مدینہ منورہ سے ترک آئے اور یہاں بلخ کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ایک مدت تک ان کی اولاد بلخ (ترکستان) میں حکومت کرتی رہی۔

ابراہیمؒ بن ادھم

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے جدِّ اعلیٰ حضرت ابراہیمؒ بن ادھم اولاد حضرت عمر فاروقؓ بلخ (ترک) کے سلطان اور عظیم المرتبت حکمران تھے۔آپ اللہ کی راہ میں تخت وتاج کو خیر باد کہہ دیا۔آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔اور بہت سے مشائخ سے شرف نیاز حاصل کیا۔ بہت عرصہ تک حضرت امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں رہے۔حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ تمام علوم حاصل تھے جو اولیاء کرام کو ہوا کرتے ہیں۔اور درحقیقت آپؒ گنجینۂ علوم کی کلید تھے۔آپ کسی بزرگ سے ایک پہاڑی پر مصروف گفتگو تھے انہوں نے سوال کیا کہ اہل حق کے مکمل ہونے کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ پہاڑ کو چلنے کا حکم دے تو وہ اپنی جگہ چھوڑ دے۔ یہ کہتے ہی وہ پہاڑ حرکت میں آ گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا وہ ٹھہر گیا۔

ایک دوسری حکایت ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک غلام خرید کر جب اس سے نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ آپ چاہے جس نام سے پکاریں پھر میں نے جب یہ سوال کیا کہ تم کیا کھاتے ہو تو اس نے کہا جو آپ کھلا دیں۔ میں نے پوچھا کہ تمہاری خواہش کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جو آپ کی خواہش ہو۔غلام کو ان چیزوں سے بحث نہیں ہوا کرتی۔یہ سن کر میں سوچا کہ کاش میں بھی اللہ تعالیٰ کا یونہی اطاعت گزار ہوتا تو کتنا بہتر تھا۔

ایک دن آپ کے پاس حضرت شفیق بلخیؒ آئے اور سوال کیا کہ آپ نے دنیا سے فرار کیوں اختیار کیا رفرمایا کہ اپنے دین کو آغوش میں لئے ہوئے صحرہ بہ صحرہ، قریہ بہ قریہ اسلئے بھاگتا پھرتا ہوں کہ دیکھنے والے مجھے یا تو مزدور تصور کریں یا دیوانہ تا کہ اپنے دین کو سلامت لے کر موت کے دروازے سے نکل جاؤں۔

ماہ رمضان میں آپ جنگل سے گھانس لے کر فروخت کیا کرتے اور اس سے حاصل ہونے والی رقم کو خیرات کر کے پوری شب مصروف عبادت رہتے۔ اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو نیند نہیں آتی؟ فرمایا کہ جس کی آنکھوں سے ہمہ وقت سیلاب اشک رواں ہو اس کو بھلا نیند کیوں کر آ سکتی ہے۔ اور آپ کا یہ معمول تھا کہ فراغت نماز کے بعد اپنا چہرہ چھپا کر فرماتے کہ مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نماز کو میرے منہ پر نہ مار دے۔ کسی نے بطور نذرانہ آپ کو ایک ہزار درہم پیش کرتے ہوئے قبول کر لینے کی استدعا کی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں فقیروں سے کچھ نہیں لیتا۔ اس نے عرض کیا میں تو بہت امیر ہوں، فرمایا کہ کیا تجھے اس سے زائد دولت کی تمنا نہیں ہے؟ اور جب اس نے اثبات میں جواب دیا فرمایا کہ اپنی رقم واپس لے جا کیوں کہ تو فقیروں کا سردار ہے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے دولت قبول نہیں کی۔

ایک شخص حضرت ابراہیم ادھمؒ کی خدمت میں ہزار درہم لے کر حاضر ہوا اور اس نے بہت خوشامد اور التجا کی کہ آپ قبول کر لیں لیکن آپ نے وہ درہم نہیں لئے اور اس شخص سے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس رقم کے لئے میں اپنا نام درویشوں کے دفتر سے خارج کرا دوں میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت رسول خدا ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ کل قیامت میں تم کو میری ملاقات حاصل ہو تو درویشوں کی طرح زندگی بسر کرو اور مالداروں کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرو اور جب تک لباس میں پیوند لگ جائیں اس کو مت نکالو۔ (پہنتی رہو) (کیمیائے سعادت)

ایک مرتبہ ابراہیم ادھمؒ دریا کے کنارے اپنی گدڑی سی رہے تھے کہ وزراء حاضر ہوئے اور وہی اپنی درخواست کئے کہ آپ پھر بادشاہی قبول کر لیں۔ اس پر حضرت ابراہیمؒ

نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور ارشاد فرمایا تم امراء و حکام کہلاتے ہو میری سوئی دریا سے نکال دو۔ سب عاجز ہو گئے تو آپ نے مچھلیوں کو خطاب فرمایا کہ میری سوئی لا دو۔ سینکڑوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں منہ میں لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ ایک مچھلی کے پاس خود حضرت کی سوئی بھی تھی آپ نے اپنی سوئی لے لی اور فرمایا کہ میری سلطنت اب سارے جہاں پر ہے تمہاری اس عارضی سلطنت کو لے کر کیا کروں گا۔

ابراہیم ادھمؒ بلخ کی بادشاہی کرتے تھے۔ خالص اللہ واسطے بادشاہی چھوڑ کر خود اللہ والے ہو گئے اور باقی عمر اسی کے ذکر وفکر میں گذار دی۔ بادشاہت ترک کرنے کے بعد آپ نے بہت سفر کیا۔ عمر آخری وقت شہر بلخ میں آ کر مسجد میں قیام کیا وہاں آپ کو آخری وقت بیماری ہوئی۔ اور یہ بیماری اسہال کی تھی جب تک بدن میں قوت تھی باہر جا کر پاکی حاصل کر کے مسجد میں آتے تھے۔ بعد چند مدت کے ناتواں ہو گئے اور باہر جانے سے لاچار ہوئے۔ قوت کی لگام ہاتھ سے گئی۔ جہاں آرام فرماتے تھے وہیں اسہال ہونے لگے۔ ایک دو روز گذرنے پر یہ تمام واقعہ موذن کو معلوم ہوا موذن نے اس بیماری سے بیزار ہو کر ان کا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ہر سیڑھی پر ڈالتے ہوئے مسجد کے صحن میں لا کر ڈال دیا جب وہ موذن آپ کو گھسیٹتا تھا اس وقت ہر سیڑھی پر آپ کا سر اور آنکھیں جا پڑتی تھیں۔ اور اس تکلیف کے سبب جو ہر سیڑھی پر ٹکرانے سے آپ کو ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ مرتبہ آپ کو عنایت کیا کہ اس کا کچھ حد اور قیاس نہیں تھا۔

جیسا کہ واقعہ مشہور ہے وہ لکھنے میں نہیں آتا آپ کو کھینچتے وقت اسہال کی معذوری سے ناتوانی تھی اور موذن کی بے دردی سے آپ بے ہوش ہو گئے تھے' گویا اس عالم میں نہیں ہیں بعد کچھ وقت کہ آپ کو ہوش آیا اور ہر سیڑھی پر سے گھسیٹتے ہوئے لاتے وقت سر اور آنکھیں ٹکرانے کے سبب اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہونا۔ آپ کو یاد آیا اور یہ بھی یاد آیا کہ یہ مسجد

وہی ہے جو بادشاہی کے زمانے میں بنوائی تھی۔اس پر آپ کو بہت افسوس ہوا کہ ہائے میں نے مسجد بناتے وقت یہ کیا خطا کی بہت سی سیڑھیاں اس مسجد کی نہیں بنوائی۔ کیونکہ تھوڑی مشقت میں بڑا مرتبہ حاصل ہو جاتا۔حاصل کلام آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ اس موذن نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔اس کی کچھ خدمت کرنا چاہئے۔اس کے بعد موذن سے کہنے لگے کہ کاغذ دوات اور قلم لا اس نے لاکر حاضر کیا۔آپ نے فرمایا کہ ہم جیسا کہیں ویسا لکھ۔

ایک رقعہ بادشاہ کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اس بندہ خدا کے چند سال اس دنیا میں گذرے لیکن کچھ خدا کی عبادت نہیں کی۔اب اس حال میں دنیا سے باری تعالیٰ کی درگاہ میں جاتا ہے۔اس بندہ کو ایسا کرو کہ اس کا منہ کالا کر کے ایک کالا بیل لاکر اس کے پاؤں سے مجھے باندھ کر بازار در بازار پھرا کر شہر سے باہر لے جا کر ڈال دو۔ کیونکہ اس مردود نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کوئی فرمانبرداری نہیں کی۔

اور دوسرا رقعہ لکھایا کہ اگر میری وصیت عمل میں لائے تو اچھا ہے ورنہ اگر مجھے غسل دینا چاہیں تو بادشاہ خود اپنے ہاتھوں سے دے ورنہ دوسرا شخص مجھے ہاتھ نہ لگائے۔

تیسرا رقعہ لکھوایا کہ موذن بڑا محسن ہے اس کا ہم پر بڑا احسان ہے جو لکھنے میں نہیں آسکتا۔اس کا جو احسان ہم پر ہے (اس کے عوض میں) تم اس کو اتنا نقد اور کچھ زمین انعام دو کہ ہم پر جو احسان ہے اس کا بدلہ کر دو۔

اور چوتھا رقعہ اس مضمون کا لکھوایا اس بندہ خدا کو خدائے تعالیٰ نے بلخ کی بادشاہت دی تھی اس بادشاہت کو نام خدا پر ہم نے چھوڑ دیا یہی شخص وہ بندہ ہے جس کا نام ابراہیم ادھمؒ ہے۔یہ واضح ہو جائے اس طرح چار رقعے لکھوا کر موذن کے حوالے کئے۔اور وصیت کی کہ جیسا کہ میں کہوں اسکے موافق بادشاہ کو پہنچانا۔

اول رقعہ جب میری روح حق تعالیٰ کے حوالے ہوگی اس وقت بادشاہ کو پہنچانا اگر

ہماری وصیت عمل میں لائے تو بہتر ورنہ میت کی رسم جیسی ہے تمام لوگ آ کر پوری کریں۔
دوسرا رقعہ بندہ کے غسل کے وقت دینا۔
تیسرا رقعہ مردے کے دفن کرنے کے بعد اسی وقت دینا۔
چوتھا رقعہ فاتحہ پڑھ کر جب تمام لوگ واپس پھریں اس وقت بادشاہ کے ہاتھ میں دینا اس طرح وصیت فرما کر کچھ مدت کے بعد اپنی جان حق تعالیٰ کے حوالے کی۔موذن نے ویسا ہی کیا۔
اول رقعہ لے جا کر بادشاہ کو پہنچایا۔رقعہ پڑھ کر بادشاہ وعلماء اور مشائخ فکر کرنے لگے اس وصیت کا کیا کرنا چاہئے۔بعد تمام مل کر طئے کئے یہ شخص بڑا بزرگ اور خدا رسیدہ ہے اس کو خود جا کر (آخری) منزل کو پہنچانا چاہئے۔اس کے بعد تمام لوگ وہاں گئے۔
اس کے بعد غسل کے وقت دوسرا رقعہ پہنچایا بادشاہ وصیت بجالایا خود اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔
دفن کے وقت تیسرا رقعہ پہنچایا اس موذن کو بہت انعام واکرام بادشاہ نے دیا۔
اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر واپس ہوتے وقت چوتھا رقعہ بادشاہ کو پہنچایا۔
اس کے بعد اس دلیل سے ثابت ہوا کہ یہ شخص ابراہیم ادہمؒ تھے اور بادشاہ بھی جو دفن کے واسطے آیا تھا وہ بھی ابراہیم ادھمؒ کا ہی کا فرزند تھا۔اس ذات پاک کے بارے میں معلوم ہو جانے کے بعد کہ یہ ابراہیم ادھمؒ ہیں ان کے فرزند نے اور تمام چھوٹے بڑوں نے مل کر سرے سے ماتم ادا کیا ماتم کی رسم ادا ہونے پر واپس ہو گئے۔

وفات: ۲۶ جمادی الاول ۱۶۲ھ میں بعمر ۱۰۲ سال وفات پائی۔

خلفاء: (۱) قاضی سیدنا خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشیؒ
(۲) حضرت خواجہ شفیق بلخیؒ

شیخ سلیمان شاہ بن شیخ مسعود

شیخ سلیمان شاہ بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق ترک سے کابل آ کر کابل میں ایک خودمختار سلطنت قائم کی۔ایک مدت تک ان ہی کے خاندان والے حکومت کرتے رہے۔

بادشاہ احمد فرخ شاہ بن شیخ نصیرالدین محمود

کابل کی سلطنت کی باگ ڈور اس عہد میں فرخ شاہ کے ہاتھ میں تھی اور دنیا کی سلطنتوں کے بادشاہ اُس کے فرمانبردار تھے۔کابل کی سلطنت غزنی کی سلطنت سے بڑھ چڑھ کر تھی۔جب کابل کی حکومت میں حوادث زمانہ نے خلل ڈال دیا تو غزنی کے حکمرانوں کے ہاتھ لگ گئی۔فرخ شاہ کی اولاد بھی کابل میں اپنے مال واسباب میں مشغول رہی حتیٰ کہ چنگیز خاں کا ظہور ہوا۔اور ایران اور توران کو بزورِ شمشیر تاخت وتاراج کیا۔جب کابل پر پہنچا تو اس شہر کو بھی تباہ وبرباد کر دیا۔اس جنگ میں بادشاہ شیخ محمد احمد بن شیخ محمد یوسف بن شہاب الدین نے کفار سے لڑائی میں شہادت پائی۔

شیخ الشیوخ قاضی شعیب بن شیخ محمد احمد

قاضی شعیب بن بادشاہ شیخ محمد احمد شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے جدامجد ہیں اور فرخ شاہ کی اولاد سے ہیں۔آپ کے والد شیخ محمد احمد تاتاریوں کے حملے میں کابل میں شہید ہو گئے۔قاضی شعیب کابل سے ترک میں سکونت اختیار کی پھر اپنے تین لڑکوں کے ساتھ اور دیگر افراد خاندان کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔پہلے لاہور پہنچے اس کے بعد قصور سے ہوتے ہوئے بمقام کھتوال پہنچے۔جس کا موجودہ نام چاولی مشائخ ہے۔بعض مورخین نے لکھا ہے قصبہ قصور کا قاضی اپنے عدل وانصاف اور مروّت ومردانگی کے لئے باعث فخر تھا۔اس نے شیخ

کے خاندان کی بزرگی وعظمت کا تذکرہ پہلے ہی سن رکھا تھا اس نے ان بزرگوں کی آمد کو اپنے لئے عین سعادت سمجھا۔ اوران بزرگوں کے متعلق جو عالم حلیم تھے اوران کے خاندان کی عظمت وکرامت بادشاہ وقت کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے بڑی عزت اور تعظیم سے فرمان شاہی بھیجا کہ میری طرف سے ان بزرگوں کو دینی اور دنیاوی ہر عمل کی اجازت ہے۔ شیخ الشیوخ شعیب بندگی میاں شاہ نظامؒ کے جد امجد نے فرمایا کہ ہمیں دنیاوی کاموں سے کچھ مطلب نہیں جو چیز ہم ترک کر چکے ہیں (ترک دنیا) اس کے پیچھے نہیں جاتے۔ بادشاہ نے قاضی شعیب کو کھتوال کی قضاۃ سونپی یہ جگہ ملتان کے قریب ہے وہیں آپ نے سکونت اختیار کی۔

شیخ جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب

شیخ جمال الدین سلیمان اپنے والد شیخ الشیوخ شعیب اور اپنے بھائیوں کے ساتھ لاہور ۵۷۶ھ میں آئے اور والد کے ساتھ ہی کھتوال میں قیام کیا۔ تاریخ فرشتہ نے آپ کا نام شیخ کمال الدین سلیمان لکھا ہے۔ اور لکھا ہے شیخ فریدالدین کے پدر والا گہر شیخ کمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کے عہد سلطنت میں کابل سے ملتان میں آئے اور بادشاہ نے قصبہ کھتوال جو ملتان کے قریب ہے آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان وہاں متوطن ہو کر شیخ وجیہ الدین خجدئی کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیۂ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازواج میں لائے۔ بعض کتب میں زوجہ کمال الدین کا نام قرسم خاتون بنت وجیہ الدین خجدی ہے۔ وجیئی الدین کا سلسلہ نسب حضرت رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے جا ملتا ہے۔ آپ بھی کابل سے آ کر ملتان میں قیام کیا تھا۔ وجیہ الدین خجدئی بھی اپنے وقت کے بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ اوراس عفیفہ کے بطن مبارک سے تین فرزند تولد ہوئے۔ بڑے فرزند کا نام شیخ اعز الدین محمودؒ دوسرے کا نام شیخ فریدالدین مسعودؒ تیسرے کا نام نجیب الدین متوکل تھا۔ (تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۱۲)

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ شیخ جمال الدین سلیمان (شیخ کمال الدین سلیمان) کے منجھلے فرزند ہیں۔ اور آپ کی والدہ بی بی قرسم خاتون کا سلسلۂ نسب بھی حضرت عباسؓ بن مطلب سے جاملتا ہے۔

شیخ فرید گنج شکرؒ ۵۸۴ھ میں قصبۂ کھوال میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ شیخ کی والدہ ماجدہ نماز تہجد میں مشغول تھیں ایک چور آپ کے مکان میں آیا جب اس عفیفہ کی نگاہ اُس پر پڑی وہ چور فوراً نابینا ہوگیا اور چاہا کہ نکل جاؤں۔ راہ نہ سوجھی آواز دی کہ میں اس مکان میں آیا تھا یہاں کون شخص ہے کہ جس کے سبب سے اندھا ہوا۔ اب میں عہد کرتا ہوں کہ اگر آنکھیں روشن ہوجائیں تو عمر بھر چوری نہ کروں گا۔ اور کفر سے اسلام میں داخل ہوں گا۔ شیخ کی والدہ نے جب یہ سنا اس کے بینائی کے واسطے درگاہ مجیب الدعوات میں دعا کی۔ چنانچہ تیر دعا کے نشانہ سے مقرون ہوا یعنی وہ چور بینا ہوا اور اپنا راستہ لیا۔ اس حال سے سوائے اُس رابعہ وقت کی کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرہ اپنے اہل وعیال سے بیان کیا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر رکھ کر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت میں جا کر احوال شب بیان کیا اور عرض کی کہ میں حسب وعدہ حاضر ہوا ہوں کہ شرف اسلام سے مشرف ہوں۔ یہ کہہ کر کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا۔ اور نام اس کا عبداللہ رکھا گیا اور مدت عمر خدمت میں مصروف رہا۔ چنانچہ اب تک قبر اس کے اسی قصبہ میں ہے لوگ اس کی زیارت سے تبرک پاتے ہیں۔

محمد قاسم فرشتہ مولف تاریخ فرشتہ نے بعض مشائخ سے جو ان کے عہد میں تھے یوں سنا ہے کہ شیخ کو عہد لڑکپن میں جس طرح کی عادت لڑکوں کی ہوتی ہے شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی والدہ نے ارادہ کیا کہ صبح کی نماز کی عادت کریں اپنے نور عین سے یہ فرمایا

کہ اے فرزند جو شخص صبح کی نماز وقت پر ادا کرتا ہے حق تعالیٰ اسے شکر عنایت فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی والدہ شکر پوڑیا میں لپیٹ کر آپ کے سرہانے رکھ دیتی تھیں اور آپ بعد نماز اپنے سرہانے سے شکر کی پوڑیا اٹھا کر نوش کرتے تھے۔ جب حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اب فرزند فضل خدا سے ہوشیار ہوئے ہیں شکر رکھنے کی ضرورت نہیں۔ والدہ شکر رکھنا بند کر دئے۔ حق تعالیٰ نے شکر کی پوڑیا کو بند نہیں کیا بلکہ وہ اسی طرح جاری رہی۔ ایک دن پوچھا کہ اے فرزند تجھے شکر ملتی ہے شیخ نے کہا ہاں برابر ملتی ہے۔ والدہ محترمہ نے تحقیق کیا کہ یہ شکر کیسے ملتی ہے تو پتہ چلا کہ یہ غیب سے ملتی ہے اس لئے آپ کا نام گنج شکر مشہور ہوا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ راستے میں بنجارے نمک دہلی سے لاتے تھے۔ شیخ فرید سے ملاقات ہوئی۔ بنجارے تھوڑی شکر خدمت میں لائے اور التماس کی کہ ہمارے حق میں دعا کیجئے کہ ہماری پونجی میں برکت ہو سامان خوب زیادہ بکے۔ شیخ نے اس گمان سے کہ یہ تمام شکر لادے ہیں توجہ کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دس روز کے بعد دہلی پہنچ کر نمک کے تھیلے کو کھول کر دیکھا تو تمام شکر تھی اس سبب سے خاص وعام میں شیخ گنج شکر' فریدالدین مسعود گنج شکر سے ملقب ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

نقل ہے کہ شیخ فریدالدینؒ اٹھارہ برس کی عمر میں قبۃ الاسلام ملتان میں مولانا منہاج الدین کی خدمت میں ترمذی کتاب نافع جو فقہ میں ہے' پڑھتے تھے۔ اور کلام اللہ حفظ کر کے رات دن ایک بار ختم کرتے تھے۔ اور مسجد ہی میں رہتے تھے۔ آپ نے یہ بیت پڑھی۔

دنیا میں ہر کسی کا کوئی نہ کوئی رشتہ پیوند ہوتا ہے
میرا رشتہ وپیوند تیرے غم اور عشق سے ہے

امیر خسرو کی بیت خوب ہے۔

اگر تو نے رضا و رغبت سے غم لیلیٰ کو اپنایا ہے تو مجنوں کی طرح اپنوں اور بیگانوں سے الگ ہو جا۔

آپ ترک دنیا کر کے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جدا ہو گئے۔ چونکہ آپ کی نیت صاف تھی اور تقدیر الٰہی بھی یہی تھی کہ آپ کے سایہ ہما پایہ میں ایک دنیا کو آرائش ملے۔ شیخ مذکور کو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ملاقات کی سعادت اُسی مسجد میں نصیب ہوئی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اُس مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی جو ہر بین نظر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے چہرہ نورانی پر پڑی دل سے حضرت کے عاشق ہوئے۔ اور اپنا سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا۔ خواجہ نے پوچھا کہ تمہاری بغل میں کونسی کتاب ہے عرض کیا نافع' خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمہیں نافع ہوگی۔ شیخ جب تک ملتان میں مقیم تھے آپ ساتھ ہی رہتے تھے۔ اکثر اوقات آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے۔

خواجہ قطب الدینؒ جب دہلی کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت فریدالدین گنج شکرؒ بھی ہمراہ ہوئے۔ خواجہ نے فرمایا فرید اس ترک تجرید میں چند روز علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول رہ اور بعد اس کے دہلی کی طرف آ کر میری صحبت میں رہے۔ اسی محبت میں تین کوس تک ہمراہ گئے اور اس کے بعد رخصت ہوئے۔ پھر آپ قندھار جا کر پانچ برس علوم تحصیل کئے۔ بعد شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ اور شیخ سیف الدین خضریؒ اور شیخ سعید الدین حمویؒ اور شیخ بہاء الدین زکریاؒ اور شیخ واحدالدین کرمانیؒ' شیخ فریدالدین محمد عطارؒ نیشاپوری کی شرف ملازمت میں مشرف ہو کر ہر ایک سے فیض حاصل کیا۔ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ جب سفر سے واپس آ کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی زیارت کو دہلی گئے۔ خواجہ ان کے آنے سے نہایت خوش

ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب ان کے واسطے ایک حجرہ تعین فرمایا۔

خواجہ قطب الدینؒ نے فرید الدین گنج شکرؒ سے فرمایا کہ بھائی جب تک اس راہ میں دل سے نہ چلے گا قدم سیدھا نہ پڑے گا۔ اور بے چشم تر ہو کر مقام قرب میں نہ پہنچو گے۔ جب شیخ فرید الدینؒ کا شہرہ حد سے زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم بڑھنے لگا آپ خواجہ سے رخصت ہو کر قصبہ ہانسی میں گئے اور اس مقام میں سکونت کر کے خواجہ کے انتقال کے بعد دہلی میں آئے اور خواجہ کی خرقہ اور عصا اور مصلّٰی سے اختصاص پا کر خواجہ کی خانقاہ میں استقامت فرمائی۔

شہنشاہ غیاث الدین بلبن کی بیٹی کے ساتھ حضرت اقدس شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کی شادی کا واقعہ:

سیر الاقطاب کی روایت صاحب اقتباس الانور نے یوں بیان کی ہے۔

حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے وصال کے بعد حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ مسند نشین ہوئے تو سلطان غیاث الدین بلبن حضرت اقدس سے کا معتقد ہو گیا اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یہ بندہ خود تو حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرتا ہے لیکن بندہ کے حرم کے لوگ پردہ کی وجہ سے قدمبوسی سے محروم ہیں وہ اس نعمت عظمٰی کے بے حد خواہش مند ہیں۔ اگر حضور مہربانی فرمایں اور تشریف لے چلیں تا کہ وہ سب قدمبوسی سے مشرف ہوں۔ حضرت اقدس نے بادشاہ کی درخواست قبول فرمائی اور محل کے اندر تشریف لے گئے۔ تمام مستورات (عورتیں) نے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کی لیکن بادشاہ کی بیٹی جس کا نام شہزادی ہزیرہ بانو تھا' دور کھڑی رہی۔ حضرت اقدس نے سر اوپر اٹھا کر ایک طرف دیکھا تو شہزادی کو کھڑے ہوئے پایا۔ اس کے بعد گردن جھکالی۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے دوبارہ سر

اُٹھایا اور شہزادی کو غور سے دیکھا اور پھر سرنگوں ہو گئے۔ جب حضرت اقدس محل سے تشریف لے گئے تو بادشاہ عقل مند تھا وہ سمجھ گیا کہ کوئی بات ضرور ہے۔ چنانچہ اس نے وزیر کو حضرت اقدس کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ حضور نے دو مرتبہ میری بیٹی کو غور سے دیکھا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو یہ بندہ درگاہ میں اپنی بیٹی کو خدمت گذاری کے لئے پیش کرے۔ جب وزیر نے حضرت اقدس کی خدمت میں جا کر بادشاہ کی عرضداشت پیش کی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی اور کہلا بھیجا کہ میری خواہش مطلقاً یہ نہیں تھی کہ اپنے آپ کو اس تعلق سے آلودہ کروں لیکن میرے پروردگار سے متواتر حکم آ رہا تھا کہ فرید میری رضامندی یہی ہے کہ تم میرے حبیبؐ کی سنت کے مطابق نکاح کرو۔

آپ نے وزیر سے کہا جب بادشاہ مجھے محل کے اندر لے گیا میں متوجہ الی اللہ تھا مجھے حکم ہوا کہ فرید سر اٹھا کر دیکھو جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بادشاہ کی بیٹی کو کھڑا پایا۔ اس کے بعد میں نے سرنگوں کر لیا۔ حق تعالیٰ سے فرمان ہوا کہ اس لڑکی کے ساتھ شادی کرو گے۔ چنانچہ میں نے دوبارہ سر اٹھا کر اچھی طرح دیکھا۔ اور حق تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ بندہ حکم کی تعمیل کرے گا۔ جب وزیر یہ پیام لے کر بادشاہ کے پاس آیا تو وہ بے حد خوش ہوا خاص طور پر اس بات سے زیادہ خوش ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس کی بیٹی کے لئے حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً شادی کا انتظام کیا اور شہزادی کو حضرت اقدسؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ رات کے وقت جب حق تعالیٰ کے حکم سے حضرت اقدس منکوحہ کے پاس تشریف لائے تو گھر میں ساز وسامان دیکھ کر کافی دیر تک حیرت زدہ ہو کر کھڑے رہے اور عبادت کے لئے جگہ تلاش کرتے رہے۔ کونے میں ایک جگہ خالی دیکھ کر آپ نے مصلیٰ بچھا دیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ یہ دیکھ کر شہزادی فوراً اپنی مسند سے اٹھ کر نیچے آئی اور دست بستہ ہو کر پاس کھڑی ہو گئی حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور حضرت اقدس باہر چلے گئے۔ دوسری رات پھر یہی واقعہ ہوا تیسری رات بھی یہی

ہوا، چوتھی رات شہزادی نے عرض کیا حضور مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ حضور میری طرف توجہ نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا بی بی فقیروں کی رضامندی خدا تعالیٰ کی رضا مندی میں ہوتی ہے۔ اگر تجھے خدا تعالیٰ کی رضا مندی درکار ہے تو دنیا کو ترک کردے۔ درویشوں کا لباس پہن لے اور عبادت میں مشغول ہوجا۔ اور یہ سارا مال ومتاع راہ خدا میں خیرات کردے۔ بی بی نے یہ سنتے ہی دوسرے روز فوراً سارا مال ومتاع درویشوں کو دے دیا اور گھر میں کوئی چیز باقی نہ رکھی۔ اس سے حضرت اقدس بہت خوش ہوئے باہر آکر احباب سے کہا کہ ایک جوڑ موٹے کپڑوں کا میرے اہل خانہ کے لئے لاؤ۔ شیخ محمود مومن دوز وہاں موجود تھے اٹھ کر چلے گئے اور کپڑوں کا جوڑا لاکر پیش کیا۔ حضرت اقدس نے وہ جوڑا حضرت بی بی صاحبہ کو پہنایا۔ جب بادشاہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے اسی مقدار میں دوبارہ مال ومتاع بھیج دیا۔ بی بی صاحبہ نے وہ بھی خیرات کردیا اور صرف تین سو باندیاں رہ گئی جو خدمت گذاری کے لئے بی بی صاحبہ کے ساتھ آئی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ ان میں سے اکثر قدیمی خدمت گار ہیں میرے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان کو کسی اور کے حوالے کردوں اس لئے ان کو میں اپنے والد کے پاس بھیجنا چاہتی ہوں اس میں سے جو حضرت کو پسند آئے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیں۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اس میں سے دو خادموں کو رکھ لیا۔ ایک کا نام شارو تھا اور دوسری کا نام شکرو تھا۔ اور باقی سب کو بادشاہ کے پاس واپس بھجوادیا۔

اس کے بعد بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ اب ہمارا اس جگہ رہنا مناسب نہیں ہے کیونکہ جب فقر وفاقہ میں زندگی بسر کروں گی تو میرے والد یہ کس طرح برداشت کرسکتے ہیں کہ میری خبر گیری نہ کریں اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں ہمیں کوئی جانتا نہ ہو۔ اور پھر ہم دل کھول کر عبادت کریں گے۔ یہ بات حضرت اقدس کو بہت پسند آئی اور وہاں سے رات کے وقت کوچ کرکے اجودھن گئے۔ بعض روایات میں ہے پہلے کچھ عرصہ ہانسی میں رہے اور پھر وہاں سے اجودھن تشریف لئے گئے۔

شیخ جلال الدین تبریزیؒ

شیخ جلال الدین تبریزیؒ ملتان سے اس شہر میں آئے لوگوں سے دریافت کیا کوئی یہاں درویش ہے لوگوں نے کہا مسجد میں کسی آخری صف میں پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملے گا۔ جب شیخ جلال الدین مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک شخص انار پیش کیا۔ شیخ جلال الدین انار ہاتھ میں پکڑے۔ خواجہ گنج شکرؒ کی خدمت میں پہنچے دونوں میں گفتگو جاری ہوئی تو جلال الدین تبریزیؒ نے وہ انار کھولا اور کھانا شروع کر دیا۔ شیخ فریدالدینؒ روزے سے تھے۔ شیخ جلال الدین نے وہ انار کھالیا اور آپ نے افطار نہ کیا۔ شیخ جلال الدین اُٹھے اور رخصت ہوئے۔ بعد میں شیخ فریدالدینؒ کو افسوس ہوا کہ میں نے کیوں افطار نہ کیا۔ اس انار کا ایک دانہ زمین پر گرا پڑا تھا۔ اسے اُٹھایا اور اپنی دستار کے ایک سرے میں باندھ لیا اس نیت سے کہ رات اسی سے افطار کروں گا۔ جب رات ہوئی تو اُسی سے افطار کیا۔ آپ کے دل میں ایک نور پیدا ہوا جب آپ لوٹ کر دہلی آئے اور شیخ قطب الدینؒ کی صحبت میں پہنچے تو مرشد نے فرمایا مسعود انار کا وہ دانہ جو مقصود تھا تجھے مل ہی گیا۔ خاطر جمع رکھو۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ آخری عمر میں شیخ فریدالدینؒ کو تنگدستی کا سامنا تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا میں وہیں تھا بہت تھوڑا کھانا لاتے جو حاضرین کے لئے بھی ناکافی ہوتا۔ ان دنوں میں نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھا سکا۔

شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے منقول ہے کہ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کو مرض الموت واقع ہوا۔ اور اس مرض میں مجھے خرقۂ خاص سے سرفراز فرما کر ماہ شوال ٦٦٩ھ میں مجھے دہلی کی طرف روانہ کیا جب میں دہلی میں پہنچا میں نے سنا کہ شیخ کا مرض شدت اختیار کر گیا ہے۔

ایک رات بعد ادائے نماز عشاء بیہوش ہوئے اور کچھ دیر بعد ہوش میں آئے اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین دہلی میں ہیں میں بھی خواجہ قطب الدینؒ کی رحلت کے وقت ہانسی میں تھا۔ مولانا بدرالدین اسحاق کے کان میں آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے مجھے پہنچا ہے اُسے مولانا نظام کے پاس پہنچادو اور پھر پانی طلب کر کے وضو کیا اور دوگانہ ادا کر کے سر سجدہ میں رکھا اور عین سجدہ میں رحلت فرمائی۔ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی ۵ تاریخ ۶۰ ۷ ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف قصبہ اجودھن میں ہے۔

خواجہ شیخ نظام الدین بن شیخ فرید گنج شکرؒ

خواجہ نظام الدین، شیخ فرید گنج شکرؒ کو اپنے سب بیٹوں سے زیادہ عزیز تھے۔ وہ آپ کے پاس لشکری تھے۔ شیخ فریدؒ کے حضور میں بہت بے باک تھے۔ وہ جو کچھ کہتے شیخ فرید گنج شکرؒ انتہائی محبت کی بنا پر رضامندی سے سنتے اور مسکرا دیتے۔ اور جو کچھ وہ کہتے اس سے رنجیدہ نہ ہوتے۔

منقول ہے کہ وہ مردانگی اور جوانمردی میں حیدر ثانی تھے۔ بڑے صاحب فہم وفراست تھے۔ سید محمد بن مبارک کرمانی ان کی فراست اور کرامت کا تذکرہ کتاب سیر الاولیاء کے شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے باب میں لکھا ہے۔ غرض یہ کہ جب شیخ الشیوخ کی وفات کے بعد جب کفار اجودھن تک آ پہنچے خواجہ نظام الدین اپنی بہادری ودلیری کے ساتھ کفار سے جنگ میں لڑے اور بہت سوں کو قتل کر کے خود شہادت پائی۔

خواجہ شیخ رکن الدین

قوم کے اکثر مورخین حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے جدر کن الدین کوفرید الدین گنج شکرؒ کے فرزند لکھا ہے لیکن بعض دوسرے مورخین نے خواجہ رکن الدین کان شکر بابا فرید گنج شکرؒ کے نبیرہ تھے' لکھا ہے۔ خواجہ رکن الدین زاہد چشتی سے خلافت حاصل کی۔ جمیع علوم میں بہرہ تمام رکھتے تھے۔ ۲۲ رشوال ۸۴۲ھ کو وفات پائی۔ سلطان احمد بانی احمد آباد آپ کا مرید تھا۔ شیخ رکن الدین مذکور کے مرید شیخ عزیز اللہ متوکل تھے۔ ان کے بیٹے رحمت اللہ سے سلطان محمد بیگڑہ ارادت رکھتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ خواجہ رکن الدین کے والد کا نام نظام الدین ہو۔ خواجہ نظام الدین شیخ فرید گنج شکرؒ کے فرزند ہیں۔

نوٹ : بندگی میاں شاہ نظامؒ کے چند اجداد کے واقعات تاریخ کی کتابوں میں دستیاب نہیں ہوسکے جس کی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

جائیس کی حکومت:

بعض مورخین لکھتے ہیں کہ نظام الدین نے جائیس کی حکومت قائم کی ہے بعض نے لکھا ہے کہ سلطان دارین نے حکومت قائم کی ہے۔ اس زمانے میں دہلی کی حکومت کمزور ہوچکی تھی۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہونے لگیں جس میں جائیس پر سلطان دارین نے ایک خود مختار سلطنت قائم کی۔ تاریخ سے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کس سن میں قائم ہوئی تھی۔ تاریخ سلیمانی میں ہے کہ حضرت گنج شکرؒ کے وصال کے دو تین پشت بعد حضرت کے فرزندوں نے سلطنت کی بنا ڈالی اور وہ اس کے بادشاہ بن گئے۔ سلطان دارین کے فرزند سلطان خداوند تک یہ سلسلہ چلا۔ خداوند کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ جائیس کے بادشاہ بنے اور حکومت کی۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ

دریائے وحدت آشام

شاہ سلطان خداوند جائیس کے خودمختار بادشاہ تھے آپ کو دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ ہیں جو ۸۶۴ھ میں شہر جائیس ہی میں پیدا ہوئے۔ سلطان خداوند کے انتقال کے بعد آپ تخت نشین ہوئے اور حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ بندگی میاں شاہ نظامؒ کے حسن انتظام اور شاہی رعب کا اثر ہمسایہ سلطنتوں پر ایسا پڑا کہ کسی بادشاہ یا راجہ کو آپؒ پر حملہ کرنے کی جراءت نہیں ہوئی۔

آپؒ کو خیال پیدا ہوا کہ سلطنت وحکومت کو چھوڑ کر حق کو تلاش کیا جائے۔ کیوں نہ ہو جس کی رگوں میں حضرت عمر فاروقؓ اور ابراہیم ادھمؒ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ جیسے بزرگوں کا خون تھا۔

ایک دن تمام حکومت کے ارکان کو جمع کیا اور کہا میرا ارادہ حکومت چھوٹے بھائی کے حوالے کر کے میں حج کے لئے روانہ ہو جاؤں۔تم لوگ حکومت کے انتظامات اور رعایا کی دیکھ بھال کا خاص خیال رکھو۔ ارکان حکومت نے مشورہ دیا لڑکا کم سن ہے اس طرح اچانک چلے جانے سے ملک میں بدامنی پھیلے گی اور بازو کی ریاستوں سے حملے ہونے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ چھوٹے بھائی کو تخت نشین کر دیں اور آپ اپنی نگرانی ضرور رکھیں تا کہ دوسروں کو غلط اقدام کرنے کا موقع نہ ملے۔ آپ نے مشورہ پسند کیا اور بھائی کو تخت نشین کر کے بحیثیت نگران کار بنے رہے۔ جب دشمنوں کو پتہ چلا کہ چھوٹے بھائی بادشاہ بن گئے ہیں تو آپ کی ریاست پر فوج کشی کر دی۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ نے

مدافعت کے لئے فوج لے کر نکلے' لڑائی شروع ہوئی۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ اپنی فوج کمزور ہوتی جارہی ہے تو آپ بسم اللہ کہہ کر میدان جنگ میں اُترے اور اس بے جگری سے لڑے اور دشمن کی فوج کے سپہ سالار کو پکڑ لیا تو دشمن کی فوج کے قدم ہی اُکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ آپؓ کو کامیابی نصیب ہوئی اور اسی فتح کا اثر اطراف کے ملکوں پر پڑا پھر آپؓ کے ملک پر کسی نے بھی فوج کشی نہیں کی۔ جب ملک پر کافروں کی طرف سے کسی فتنے کا اندیشہ باقی نہیں رہا تو آپؓ بغرض حج اور تلاشِ مرشد اپنے ملک سے نکل پڑے۔

بندگی میاں شاہ نظامؓ کا حج بیت اللہ کو جانا:

حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشامؓ ۸۸۴ھ میں اٹھارہ سال کی عمر میں سلطنت تخت وتاج اور سلطانی ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طلب میں اس کم عمری میں مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف کو پہنچ کر کعبہ کا طواف کیا اور جب کعبۃ اللہ شریف کی زیارت سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام ایک بڑے بزرگ اور اہل اللہ تھے' آپ اُن سے تربیت ہونے کے لئے گئے۔ شیخ الاسلام نے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ سے کہا تمہارا ظرف بڑا ہے، ہم تم کو مرید نہیں کر سکتے۔ یہ زمانہ ظہور مہدی موعود علیہ السلام کا معلوم ہوتا ہے اگر وہ مل جائیں تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ پس اسی طلب میں روم' شام' ایران اور عراق کا سفر کیا۔ کئی دن کے بعد چاپانیر (ہند) تشریف لے گئے اور یہاں سلیم خاں کی مسجد میں قیام کیا اور درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام شہر چاپانیر کی جامع مسجد میں قیام فرما تھے۔ آپؑ کے وعظ وبیان قرآن کا اطراف میں چرچا ہونے لگا۔ اس کی خبر سلطان محمود بیگڑہ کو پہنچی۔ اس نے تحقیق

کے لئے چند علماء کو دو امراء سلیم خاں اور فرہاد الملک کے ساتھ حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلیم خاں اور فرہاد الملک نے آپؑ کا بیان قرآن سن کر آپؑ سے بیعت کر لی اور محمود بیگڑہ کو بھی اس حقیقت سے مطلع کر دیا۔ پس سلیم خاں نے حضرت شاہ نظامؓ کو اطلاع دی کہ آپؓ کو جس مرشد کامل کی تلاش تھی وہ ہستی چاپانیر کی جامع مسجد میں قیام پذیر ہیں۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ یہ سنتے ہی جامع مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور جب قریب پہنچے تو آنحضرتؑ کو خدا تعالیٰ کی درگاہ سے فرمان پہنچا کہ ہمارا بندہ آتا ہے تو اس کا استقبال کر۔ اس فرمان کے ساتھ ہی حضرت مہدی موعودؑ نے شاہ نظامؓ کے استقبال کے لئے تنہا روانہ ہوئے۔ جب بندگی میاں شاہ نظامؓ امامؑ کی نظر مبارک میں منظور ہوئے تو آپ نے یہ بیت پڑھی۔

ظاہری خوبصورتی کوئی چیز نہیں
اے بھائی سیرت کی خوبصورتی لا

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے جواب میں عرض کیا کہ جہاں نظر ڈالتا ہوں دوست کی صورت نظر آتی ہے جو شخص آنکھ نہیں رکھتا خطا اس کی ہے۔ پس اماماً ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میاں نظام تم خدا کا ذکر کرتے ہو۔ عرض کیا اسی ارادہ سے مرید ہونے کو آیا ہوں۔ پس حضرت مہدی علیہ السلام نے ذکر خفی کی تلقین فرمائی اسی وقت بندگی میاں شاہ نظامؓ کو حق تعالیٰ کا جذبہ ہوا۔ آپؓ کے وجود شریف میں کچھ ہوش نہ رہا۔

تصدیق مہدیؑ کے وقت آپؓ کی عمر ۲۷ برس کی تھی:

حضرت میراں مہدی موعودؑ نے بشارت دی کہ میاں نظامؓ اپنے وجود میں باقی نہیں رہے سرتاپا ذاتِ احدیت میں فنا ہوگئے۔ اس کے بعد امام بحروبر نے فرمایا عشق آیا اس نے شاہ کے جسم و پوست، رگ اور خون میں اپنی جگہ بنائی۔ اس عشق نے ''میں''، ''تو'' کے جھگڑے سے تن کو خالی کیا اور دوست سے بھر دیا۔ اُسی معشوق دوست نے تمام وجود کے اعضاء کی جگہ لی ہے۔ نام صرف میاں نظامؓ کا باقی رہا لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ ''ہمہ اوست'' پس شاہؓ کو اٹھا کر حجرہ میں لے گئے۔ اس وقت حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ میاں نظامؓ اپنے وجود میں نہ رہے۔ تیل، بتی اور چراغ سب کچھ موجود تھا لیکن بندہ مصطفیٰؐ کی ولایت کی شمع سے روشن کردیا۔ تین رات تین دن تک میاںؓ مذکور بے ہوش رہے۔

حضرت مہدیؑ نے شہر مانڈو جانے کا ارادہ کیا۔ بندگی میاں نظامؓ کے نزدیک تشریف لے جاکر سلام علیک فرمایا۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ اسی وقت ہوش میں آکر حضرت مہدیؑ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حضرت مہدی موعودؑ کے ساتھ مانڈو، برہان پور، دولت آباد، احمد نگر، بیدر، گلبرگہ، بدریہ پور، بیجاپور، چیتاپور، رائے باغ، کوکن، ڈابھول بندرگاہ پہنچے۔

حضرت میراں سید محمد مہدی موعود جونپوریؑ ۹۰۱ھ میں سترہ اشخاص کے ساتھ جو اللہ کے طالب اور اللہ کے دیدار سے مشرف تھے، حج کے لئے جہاز سے روانہ ہوئے۔ چند منزل کے بعد بذریعہ مچھلی کا طوفان عظیم ہوا۔ مچھلی ایک بڑے پہاڑ جیسی تھی اپنا سر پانی کے اوپر لائی حضرت مہدی علیہ السلام نے جہاز کے اوپر تشریف لے جاکر ملاحظہ فرمایا۔ مچھلی تین بار پانی سے اپنا سر اوپر کر کے دیکھا۔ پس مچھلی کو چلے جانے کے لئے دست مبارک سے اشارہ فرمایا۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرتؑ اپنے دہن مبارک کا لعاب دریا میں ڈالا مچھلی کھا کر چلی گئی۔ میاں حضرت سید سلام اللہؒ نے عرض کیا میرانجیؑ یہ کیا تھا تو فرمایا کہ یہ مچھلی ساتویں دریا کے پیچھے پیدا کی گئی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ہم تجھ کو محمدؐ کی ولایت کے خاتم کو دکھائیں گے۔ پس مچھلی وعدہ کے مقام پر آ کر ہم کو دیکھتی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ یا سینے میں امانت رکھی تھی لہٰذا اس سے خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ہمارے بندہ کی حفاظت کی ہے ہم تجھ کو ہمارے نبی ﷺ کی ولایت کے خاتم کو دکھائیں گے۔

حضرت مہدیؑ معہ اصحاب عدن کے مقام پر پہنچے تین دن قیام فرما کر پھر جہاز پر سوار ہوئے جب احرام کے مقام پر پہنچے تو احرام باندھ کر مکہ مکرمہ گئے۔ جب آپؑ بیت اللہ شریف کے طواف میں شریک ہوئے تو بندگی میاں شاہ نظامؒ سے پوچھا کہ تم پہلے کعبہ کو جو آئے کیا علامت دیکھی تو کہا اُس وقت میں نے کعبہ کو صاحب کے سوائے دیکھا اور اس وقت صاحب کعبہ کے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔ امام مہدی موعودؑ نے پھر فرمایا کہ کچھ دیکھ رہے ہو تو کہا کہ کعبہ ہمارے خوندکار کا طواف کر رہا ہے۔ اور ہمارے خوندکار کو دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ **فليعبدو رب هذا البيت** ۔ چاہئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں یہ سن کر مہدیؑ نے فرمایا کہ میاں نظام اللہ تم کو کان اور آنکھ دئے ہیں۔

اس کے بعد ایک دن جو پیر کا دن تھا حضرت مہدیؑ نے اللہ کے حکم سے رکن ومقام اور حجر اسود کے درمیان بلند آواز سے مجمع خلائق میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھ کر دعویٰ مہدیت فرمایا۔ **من اتبعنی فهو مومن** جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے۔ بندگی میاں شاہ نظامؒ قاضی علاء الدینؒ اور ایک اعرابی بیان کرتے ہیں کہ وہ خواجہ خضرؑ تھے اور ایک روایت سے شافعی مصلے کے امام تھے۔ تینوں نے بیعت کی۔ ان حضرات نے کھڑے ہو کر

بلند آواز سے کہا کہ ہم تیری اتباع کرتے ہیں۔اور بعض عرب نے آمنا وصدقنا کہا اور آپ کی تصدیق کی۔ مہدی علیہ السلام نے کعبہ شریف میں تین مہینے قیام فرمایا اس کے بعد حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا اور اونٹ والوں کو کرایہ بھی دیدئے تھے۔لیکن حضرت رسالت پناہ ﷺ کی روح مقدس سے معلوم ہوا کہ اے سید محمدؑ تم گجرات کے شہروں کی طرف جاؤ تمہاری مہدیت کی دعوت گجرات میں ظاہر ہوگی۔پس اونٹ والوں سے کرایہ واپس لے کر کشتی جہاز والوں کو دیئے۔

آنحضرت مہدی علیہ السلام دیو بندر آئے اور دیو بندر سے شہر احمد آباد تشریف لے گئے اور اٹھارہ مہینے تاج خاں سالار کی مسجد میں قیام فرمایا۔

ایک روز بندگی میاں شاہ نظامؓ کے ہاتھ میں کتاب تھی امامؑ نے پوچھا کیا کتاب ہے تو عرض کیا نزہۃ الارواح اور انیس الغرباء ہے حضرت شاہ نظامؓ کے ہاتھ سے لے کر بی بی ملکانؓ کے گھر چلے گئے۔چند روز کے بعد وہی کتاب بندگی میاں نظامؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اب اپنے احوال کو اس کتاب کے موافق کرو کہا میرانجیؒ خوندکار کے صدقے سے بندہ کا حال اس سے بڑھ کر ہے اب اپنے احوال کو اس کتاب کے موافق کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد امام مہدی موعودؑ نے اپنا قرآن شریف کھول کر بندگی میاں شاہ نظامؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ پڑھو۔حضرت شاہ نظامؓ نے کہا بندہ قرآن سے کچھ نہیں پڑھا ہے۔امامؑ نے کہا پہلے ہم پڑھتے ہیں ہمارے بعد تم پڑھو۔پہلے حضرت مہدی موعودؑ پڑھتے تھے بعد میاں شاہ نظامؓ مذکور پڑھتے تھے۔اس وقت مہاجر مہدی میاں الہداد ؓ اپنے معاملہ کو عرض کرنے کے لئے آئے۔امامؑ کی نظر مبارک پڑھتے ہی دھمکی دے کر فرمایا کہ وہیں ٹھیرو تو وہ سر جھکا کر واپس ہوگئے۔ظہر کی نماز کے وقت تک قرآن شریف ختم ہوگیا۔اور وہی قرآن حضرت شاہ

نظامؓ نے امام مہدی موعودؑ کو دیدیا۔ ظہر کی نماز کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا میاں الہدادؓ تم جس وقت آ رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنے کلام کی تعلیم دے رہا تھا اگر اس وقت تم قدم آگے بڑھاتے تو جل جاتے۔ حضرت مہدی موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ اے سید محمد آگے بڑھو کیونکہ ہند میں علم کا نقصان ہے اور خراسان میں علم تمام ہے۔ ہم وہاں تیری دعوت کی راہ راست دکھائیں گے اس کے بعد امامؑ آگے بڑھے جب جالور پہنچے تو ہاں میاں شیخ محمد کبیرؓ میاں یوسفؓ میاں عبداللہؓ میاں جمالؓ میاں کمالؓ اور میاں اشرفؓ تارک دنیا طالب خدا ہو کر حضرت مہدی موعودؑ کے ہمراہ ہو گئے۔

جب جالور سے آگے بڑھے راستہ میں بندگی میاں نظامؓ اپنی لڑکی بی بی نور اللہ کو جو شیر خوار تھی ایک جھاڑ کی ڈالی سے جھولی لٹکا کر حق کی محویت میں وہیں چھوڑ کر حضرتؑ کے ہمراہ سوار ہو گئے۔ اور تین کوس چلے گئے۔ حضرت مہدیؑ نے شاہ نظامؓ کو یاد دلایا کہ تمہارا رفیق کہاں ہے کہا کہ شاید اُسی جگہ پر ہو۔ امام مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے حفاظت کی ہے جا کر لاؤ۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑا شیر اس جھاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ آپؓ کو دیکھ کر سر جھکایا ہوا چلے گیا۔ اور بی بی نور اللہ کو لے کر آپؓ روانہ ہوئے اور راستہ بھول گئے۔ راستے میں آواز آنے لگی کہ یہ مہدی موعودؑ رحمٰن کا خلیفہ ہے۔ یہ ندا سن کر حضرت مہدیؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت مہدی موعودؑ قندھار سے ہوتے ہوئے شہر فرح کے باہر ایک باغ میں قیام کیا تھا میر ذوالنون نے شہر میں آنے کے لئے بہت کوشش کی لیکن بندگی میراں سید محمودؓ بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ میاں عبدالمجیدؓ میاں ابو محمدؓ اور میاں شیخ محمد کبیرؓ۔ اور میاں یوسفؓ کے واپس آنے تک امامؑ شہر میں نہیں آئے انکے آنے کے بعد شہر میں آئے اور قصبہ رچ میں ضرورت کے موافق دائرہ باندھا چند گھر جو خدائے تعالیٰ نے دیا تھا اس

میں اقامت فرمائی۔شہر فرح میں داخل ہونے کے بعد حضرت مہدیؑ کی حیات مبارک دو سال پانچ مہینے ہوئی۔تمام اصحابؓ کے پہنچنے کے بعد چھ ماہ حضرت مہدی موعودؑ کی حیات رہی۔ بروز پیر دوپہر ۹۱۰ھ ۱۹/ذیقعدہ کو رحلت فرمائی۔پس اہل فرح اور رچ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔اہل فرح نے کہا ہمارا قلعہ بڑا ہے ہم فرح کو لے جائیں گے اور اہل رچ نے کہا ہماری زمین پر واصل حق ہوئے ہم اسی جگہ رکھیں گے اس کے بعد میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے بندگی میاں شاہ نظامؓ کو بھیج کر کہلایا کہ تم آپس میں جھگڑا مت کرو یہ ہماری نعمت ہے ہم کو جو منظور ہو ہم وہاں سونپیں گے پس اختلاف کرنے والوں نے سکوت کیا۔فرح مبارک اور موضع رچ کے درمیان کی عیدگاہ میں حضرت مہدیؑ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔میاں سید خوندمیرؓ اور میاں شاہ نظامؓ کی بڑی کوشش سے میراں سید محمودؓ نے امامت فرمائی۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کے فضائل:

حضرت مہدی موعودؑ کے فرمودات شان والا منزلت میں یوں مذکور ہے۔شمع ولایت بھائی نظام رویت گنج ہیں۔

منقول ہے کہ ایک روز امام الابرارؑ جب کہ حق تعالیٰ کے فرمان سے کاہہ سے روانہ ہوئے میاں سید سلام اللہؓ آپ کے گھوڑے کی رکاب سنبھالے ہوئے جارہے تھے انہوں نے حکایت شروع کی کتاب میں تحریر ہے کہ ایک روز جبرئیلؑ رسول اللہ ﷺ پر وحی لائے کہ حق تعالیٰ کے ۹۹ صفات ہیں ان میں سے ایک بھی صفت کسی میں پائی جائے تو حق تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اس کا ذکر رسول مقبول ﷺ نے انصار مہاجرین کی جماعت میں کیا یہ سن کر ابا بکرؓ نے زاری کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ صفت مہاجر و انصار میں سے کس میں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ وہ تمام صفتیں تم میں ہیں۔تین مرتبہ فرمایا (وہ

وقت زوال کا تھا زمین گرم ہوئی تھی) اور حضرت امامؑ اپنے گھوڑے کو کھڑے کئے یہ حکایت سن رہے تھے اور میاں شاہ نظامؓ بھی ساتھ تھے نقل سن رہے تھے۔ میاں سید سلام اللہؓ نے اس جگہ حکایت ختم کی اور عرض کیا کہ اے حضرت میراںؑ آپ کے گروہ میں اس مقام کا کوئی (شخص) صحابہؓ میں ہے آپؑ نے فرمایا ہاں ہے پھر میاں سید سلام اللہؓ نے پوچھا کہ کون شخص ہے ظاہر فرمادیں تا کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ پس فرمان حق تعالیٰ ہوا کہ میاں شاہ نظامؓ میں وہ تمام صفتیں موجود ہیں۔ حضرت امام مہدی موعودؑ نے تین مرتبہ با تکرار فرمایا۔

نقل منقول ہے کہ حضرت مہدی موعودؑ کی وفات کے بعد صحابہ نے حضرت بندگی میراں سید محمودؓ کو مجبور کیا کہ بیان کلام اللہ کریں۔ بندگی میراں سید محمودؓ نے زاری کرتے ہوئے فرمایا کہ مہدی خلیفۃ اللہ کی جگہ میں کون شخص ہوں جو بیٹھوں اور اس قدر زاری کر رہے تھے کہ بات نہیں کر سکتے تھے۔ آپؓ نے بندگی میاں شاہ نظامؓ کو حکم دیا کہ بیان قرآن کرو۔ کیونکہ تم تعلیم مہدی سے حافظ کلام اللہ ہو اور تم کو کلام اللہ مہدیؑ نے بیان کلام اللہ فرمایا اور کبھی کبھی حضرت بندگی میراں سید محمودؓ بھی بیان کلام اللہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ بھیلوٹ کو آ کر مقیم ہوئے اور بعد ازاں حضرت بندگی میراں سید محمودؓ ہمیشہ بیان کلام اللہ فرمانے لگے۔

نقل حضرت مہدیؑ جب وضو فرماتے پانی کے قطرے ذات مبارک سے زمین پر گرتے تو آواز آتی کہ مہدی موعودؑ حق ہے بندگی میاں شاہ نظامؓ نے حضرت مہدیؑ کے حضور میں عرض کیا کہ پانی کے قطروں سے آواز آتی ہے اور میں سنتا ہوں کہ یہ مہدی موعودؑ حق ہے۔ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ اے میاں نظامؓ خدا تعالیٰ نے تم کو کان دئے ہیں سنتے ہو۔ (حاشیہ شریف)

نقل حضرت مہدی موعودؑ اور میراں سید محمودؓ میاں سید خوندمیرؓ میاں شاہ نعمتؓ میاں شاہ

نظامؓ میاں شاہ دلاورؓ دائرہ کے باہر کسی کے یہاں نہ دعوت میں گئے نہ مرض میں نہ معذرت کے لئے گئے مگر دائرہ کے اندر گئے۔

نقل حضرت مہدیؑ نے میاں نظامؓ کوفرمایا اول یہ کہ دیکھے اور چکھے دوم دریا نوش، سوم مست مست، ہوشیار ہوشیار، چہارم کشک ملامت، پنجم کل کلھا فیہ بلکہ وہ سب اس میں ہیں۔ ششم چشم سر سے اللہ کے دیدار کی گواہی دینے والا۔ رجال **لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله** وہ مردانِ خدا جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتی۔ میاں نظامؓ دریا ہیں اور دریا نوش ہیں۔ میاں نظامؓ مرد قلاش ہیں، مرد حضوری ہیں۔ مردِ ربانی ہیں۔ آپؓ کو حق تعالیٰ پردہ رویت دی ہے اور گنج رویت ہیں۔

فرح مبارک میں حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کے گھر لڑکا پیدا ہوا اس کی خبر مہدی موعودؑ کو ہوئی۔ حضرت مہدیؑ شاہ نظامؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور بچے کے کانوں میں اذاں اور اقامت دی اور بچے کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ یہ واقعہ امام الابرارؑ کا حضرت رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں تھا چونکہ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ابوبکرؓ کے گھر آ کر بچہ کے کان میں اذاں کہی۔ اور عبدالرحمٰن نام رکھا تھا۔ امامؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بھائی نظامؓ کو فرزند دیا ہے جو امرت بیل ہوا ہے۔ بچے کی والدہ ماجدہ کو فقر وفاقہ کی وجہ سے دودھ نہیں آتا تھا۔ اس لئے شاہ نظامؓ نے بچے کو مہدی موعودؑ کے پاس لے جا کر آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت نے اپنے پیر کا انگوٹھا بچے کے منہ میں رکھا تو بچہ پیر کا انگوٹھا چوسنے لگا اور سیر ہو گیا۔ آپؓ بچے کو لے کر گھر چلے گئے۔ بچہ جب کبھی روتا حضرت نظامؓ امام علیہ السلام کے قدموں پر بچے کو ڈال دیتے۔ اور جب بچہ حضرتؑ کے پیر کا انگوٹھا چوس کر سیر ہو جاتا تو وہاں سے گھر واپس لے جاتے۔ ایک روز حضرت شاہ نظامؓ نے حضرت مہدی موعودؑ سے عرض کیا خوندکار

عبدالرحمٰن اپنی ماں کا دودھ نہیں پیتے ۔ حضرتؑ کے قدم مبارک پر ہی اکتفا کرتے ہیں تو حضرت مہدیؑ نے فرمایا عبدالرحمٰن دودھ کیوں پیتے وہ تو نور پیتے ہیں ۔

نقل بندگی میاں شاہ نظامؓ نے چند روز بیان قرآن نہیں کیا کوئی شخص بھی بیان کرنے کے لئے حضرتؓ کو نہیں کہہ سکا ۔ ایک برادر نے اس عبارت میں اشارہ کیا کہ ایک چیز تھی اس سے تمام لوگ فائدہ اٹھاتے تھے اب وہ چیز پوشیدہ ہوگئی ہے ۔ لوگ محروم ہو گئے ۔ یہ بات میاں نظامؓ نے سنی اور اس کی طرف نظر کی تو وہ گر پڑا اور میاںؓ چلے گئے ۔ جب وہ ہوشیار ہوا تو اس کو برادروں نے پوچھا کہ کیا حال ہے اس نے کہا کہ ہمارا مقصد پورا ہوگیا ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میاںؓ نے ہم کو اپنے ساتھ لے کر عالم ملکوت، جبروت ولاہوت کو دکھا دیا ۔

نقل حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا کہ تابع رہو متبوع مت بنو گجراتی زبان میں فرمایا غلام بن میاں مت بن ۔

شیخ محمد کا عیسیٰ ہونے کا دعویٰ:

منقول ہے کہ حضرت شاہ نظامؓ نے فرمایا جب مہدیؑ رحلت فرمائے تو بعضے اصحابؓ اسی وقت گجرات کی طرف روانہ ہوئے ۔ مگر بندگی میراں سید محمودؓ اور بندہ یعنی (حضرت شاہ نظامؓ) اور بعضے اشخاص ایک سال تک خراساں میں رہے پھر گجرات آئے اس پر ایک مدت گزرنے کے بعد میاں شیخ محمد خراسانی اپنے برادروں کے ہمراہ بندے کے پاس احمد آباد میں آئے ۔ انہوں نے کہا یہ بندہ حضرت میراںؓ کی صحبت میں نہیں رہ سکا ۔ اور کچھ فہم دین کا حاصل نہیں کیا اس بندہ کو کچھ معلوم نہ ہوا اب یہ بندہ آپؓ کے سامنے آیا ہے بندہ کو دین کی رہ دکھائے تا کہ آپؓ کے صدقہ سے کشائش دل حاصل ہو، کہہ کر انہوں نے اس بندہ کی صحبت اختیار کی اور کچھ دنوں کے بعد ان کو حق تعالیٰ نے کچھ کشائش بھی عطا کی اس کے بعد ایک روز

انہوں نے بندہ کے پاس آ کر کہا میاںؒ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے لئے فتح یاب حضرت میرانؑ کے روضہ میں ہے یہ سن کر بندہ نے کہا میاں شیخ محمد تم کو نفس مغالطہ دے رہا ہے ہوشیار رہو۔ یہی وقت صحبت میں رہنے کا ہے۔ بندہ کی صحبت میں رہو اس کے چند روز بعد پھر وہ دوبارہ وہی بات زبان پر لائے بندہ نے وہی جواب دیا پھر تیسری دفعہ انہوں نے آ کر کہا میاں رضا دیجئے کیوں کہ فتح یاب کی صورت وہی ہوگی اس بندہ نے کہا تم صحبت میں رہتے تو بہتر تھا آگے تم جانو اس کے بعد وہ بندہ کے پاس سے چلے گئے۔ اور ملک سندھ میں جا کر انہوں نے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور مارے گئے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ میاں شیخ محمد عیسیٰ ہوتے تو حضرت بندگی میاں نظامؒ ان کے مرشد نہ ہوتے اور نہ ان کو مغالطہ ہوتا۔

نقل میاں عبدالرحمٰنؒ جنگل کی طرف گئے تھے کچھ کھانے کی چیز کھیت میں پا کر لائے۔ میاں نظامؒ نے فرمایا کہ چھوڑ دو مت کھاؤ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں خدا کی بھیجی ہوئی چیز کے سوائے دوسری چیز نہیں کھاؤں گا۔ اگلے زمانے میں اولیاء اللہ کے لئے یہ قوت حلال تھا اب مہدیؑ کے گروہ میں جائز نہیں۔

نقل بندگی میاں شاہ نظامؒ نے فرمایا کہ مومن کو چار وقت اللہ کی عطا ہوتی ہے اول یہ کہ جس وقت مومن کو تکلیف پہنچتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ جس وقت مومن کا اخراج ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ جس وقت مومن پر فاقہ پڑتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے۔ چہارم یہ کہ جب مومن کے لئے نزع کا وقت آتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے لیکن طالب خدا کو چاہئے کہ اس وقت مرشد کی صحبت میں رہے۔

نقل بندگی میاں شاہ نظامؒ ایک یا دو مہینے ویرانے میں رہے اور بات نہیں کی ایک مہینہ

اور چندروز گذرے کھانا نہیں کھایا میاںؒ کے گھر والوں نے جانا کہ میاں نظامؒ باہر کھالئے ہوں گے۔ برادران دائرہ سمجھے کہ گھر میں کھائے ہوں گے۔ حالانکہ میاں نظامؒ نے کچھ نہیں کھایا تھا خداتعالیٰ نے ایسی ذات برگزیدہ کی تھی۔

نقل بندگی میاں شاہ نظامؒ چندروز ویرانہ میں ٹھیرے ہوئے تھے جب رات ہوتی قصبہ میں آتے ایک رات قصبہ کی مسجد میں آئے وہاں کے لوگ پوچھے تم کون ہیں میاں نظامؒ نے کچھ نہ کہا۔ ایک شخص نے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کو ایک لکڑی ماری میاںؒ گجری زبان میں فرمایا اللہ کی چوٹ شکر کی موٹ اور وہاں سے باہر آکر ویرانہ میں ٹھیر گئے۔ ایک شخص غیب سے آیا کھانا لایا تمام میٹھا تھا برادروں نے میاں سے پوچھا کہ وہ کھانا کہاں سے آیا۔ میاں نظامؒ نے فرمایا جہاں سے لکڑی آئی وہاں سے کھانا دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ (حاشیہ شریف)

نقل جس وقت بندگی میاں شاہ نظامؒ راگ سنے تو میاں پر بہت جذبہ کی حالت طاری ہوئی میاں عبدالرحمٰنؒ راگ کو اشارہ سے روکے بندگی میاں شاہ نظامؒ نے فرمایا کہ میاں عبدالرحمٰنؒ بندگان خدا حال سے غالب ہیں۔ (انصاف نامہ)

نقل جس وقت بندگی میاں شاہ نظامؒ سفر میں تھے کوہ قاف پہنچے وہاں جھاڑ ہیں ان کے پھل چاند کے مانند ہیں وہاں بندگان خدا سیر کرتے ہیں اور وہ پھل لاتے ہیں اور پنجوردہ میں تھوڑا پھل ڈالتے ہیں اور جس کسی کو دیتے ہیں اس کو کشف ہوتا ہے۔ بندگی میاں شاہ نظامؒ نے فرمایا بندہ وہاں دوبار گیا تھا اس کے بعد نہیں گیا۔ (انصاف نامہ)

نقل بندگی میاں شاہ نظامؒ نے ایک مقام پر قیام فرمایا اور میاں عبدالرحمٰنؒ ویرانہ میں ذکر خدا میں بیٹھے ہوئے تھے یکا یک چند دیو آئے اور میاں عبدالرحمٰنؒ سے کہا کہ ہم چندروز سے یہاں مقیم تھے آج خدائے تعالیٰ کے فرمان سے فرشتے آئے اور ہم کو یہاں سے نکال کر کہتے

ہیں کہ یہاں بندگان خدا آئے ہیں تم چلے جاؤ تو ہم جاتے ہیں۔

نقل بندگی میاں شاہ نظامؓ ابوگڑھ پہاڑ پر گئے ایک برادر نے آپؓ سے کہا میاں نظامؓ کامل کس کو کہتے ہیں میاںؓ نے فرمایا کامل وہ ہے کہ اس کے فرمان سے پہاڑ حرکت کرنے لگے اسی وقت پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ اور چلنے کے لئے حملہ کیا میاںؓ نے فرمایا ٹھیر ہم نے تذکرہ کیا تجھ کو حرکت کرنے کے لئے نہیں کہا اس کے بعد پہاڑ ٹھیر گیا۔ (حاشیہ شریف)

نقل ایک روز بندگی میاں شاہ نظامؓ بت خانہ میں گئے اور دیکھا کہ لوگ بت کی طرف متوجہ ہیں میاںؓ نے اس بت کو اشارہ کیا تو وہ بت سونا بن گیا تمام لوگ اس بت کو توڑ دیئے۔ پھر میاںؓ نے اس بت کو اشارہ کیا تو پھر وہ بت پتھر بن گیا۔ (انصاف نامہ)

نقل بندگی میاں شاہ نظامؓ کا دائرہ رادھن پور میں تھا وہاں مہدیؑ کے باب میں بحث کرنے کے لئے ملاّ جمع ہوئے تھے وہاں میاں نظامؓ تشریف لے گئے حجت مہدیت کے متعلق کسی نے بحث نہیں کیا اس کے بعد آپ نے اس قصبہ میں ایک سال قیام فرمایا وہاں کی فتوح قبول نہیں کی کیونکہ آپؓ وہاں گئے تھے۔

نقل موضع انوندرہ میں منجو جی نامی موافق تھا بندگی میاں شاہ نظامؓ کے حضور میں عرض کیا کہ میں لشکر کے ساتھ جاتا ہوں مجھ کو خوف ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے میاں نظامؓ نے فرمایا خدا تعالیٰ معلوم کردے گا۔ وہ چلا گیا چند روز کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کو منجانب اللہ معلوم ہوا کہ منجو جی کی موت نزدیک آ گئی ہے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے دو برادروں کو بھیج کر اطلاع کروادیا کہ توبہ کر منجو جی توبہ کر کے دائرہ کی طرف روانہ ہوا اور راستہ میں انتقال کیا اس کی میت شاہ نظامؓ کے حضور میں لائی گئی۔ میاں نظامؓ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ برادران دائرہ نے نماز پڑھی مقبرہ کے نزدیک دفن کئے۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ کے صدقہ سے

چندروز کے بعد اس کونجات ہوئی۔ (حاشیہ شریف)

نقل بندگی میاں شاہ نظامؓ کا دائرہ قصبہ بڑلی میں تھا۔ میاں فقیر محمد کا انتقال ہوا تو شاہ نظامؓ نے ان کے قرابت داروں کو اطلاع دی جب آئے تو جو کچھ ان کے پاس تھا ان کے قرابت داروں کو دیدیا۔ جب بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ یہ اچھا نہیں کئے اس لئے کہ یہ مہاجروں اور فقیروں کا حق تھا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین امنوا ولم یھاجرو لکم من ولا یتھم من شئی حتی یھاجروا

ترجمہ: جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو ان کی ولایت سے کچھ نہیں جب تک ہجرت نہ کریں۔

منقول ہے قصبہ بڑلی میں حضرت شاہ نظامؓ کے دائرہ میں ایک روز نماز ظہر کے بعد حضرت شاہ نظامؓ نے ان سے فرمایا کہ میاں خوند شیخؓ تم میں منافقی کی صفت دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں شاہ نظامؓ نے فرمایا تم سے دو رکعت جماعت کے فوت ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ بندہ اذان ہونے کے بعد کھانا کھانے بیٹھا تھا اس کے سبب سے تکبیر اولیٰ مجھ سے فوت ہوئی اس کے بعد شاہ نظامؓ نے فرمایا کہ کیا حضرت میراں علیہ السلام کی پیروی یہی ہے جو تم کرتے ہو۔ حضرت میراں علیہ السلام تو اذان کی آواز سننے کے بعد ہاتھ میں اٹھایا ہوا نوالہ صحنک میں ڈال دیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نظامؓ سے بندگی میراں سید محمودؓ نے فرمایا اب تم علیحدہ دائرہ باندھو یا قائم کرو کہ تم سے بہت سی مخلوق مہدیؑ کے فیض سے مشرف ہوگی اور خدا کو پہنچے گی۔ شاہ نظامؓ نے کہا بندہ کو جدا نہ کریں بندہ الگ نہ ہوگا۔ بہت کوشش سے شاہؓ کو علیحدہ کیا پس شاہ نظامؓ قصبہ رادھن پور میں دائرہ باندھ کر رہے ہر جمعہ کو بلا ناغہ حضرت ثانی مہدیؓ کی

خدمت میں آتے اور جمعہ کے دن نماز پڑھتے اور رخصت کے وقت روتے ہوئے کہتے بھائی حضوری میں ہیں بندہ کو اپنے میں سمجھو۔ بندگی میراں سید محمودؒ فرماتے ہم اور تم ایک ہیں مسرور ہو جاؤ۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نظامؒ پانی کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے طاؤس (مور) کے بچے پانی پینے آئے۔ بندگی میاں شاہ نظامؒ نے میاں عبدالرحمٰنؒ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان بچوں کے درمیان نر کون ہے اور مادہ کون؟ میاں عبدالرحمٰنؒ نے کہا معلوم نہیں۔ میاں نظامؒ نے فرمایا جو بچہ پچھلے پیر سے باہر آتا ہے وہ نر ہے جو رخ کر کے آتا ہے وہ مادہ ہے۔ نر وہ ہے جو اپنی دم کو پانی میں تر ہونے نہیں دیتے اور جو مادہ ہیں اپنی دم کو تر ہونے دیتے ہیں۔ اس طرح بندگانِ خدا دنیا میں آئے اور کسی گناہ میں اپنی ذات کو آلودہ نہیں کئے باایمان گئے اور بعضے دنیا میں آئے اپنی ذات کو گناہ میں آلودہ کئے بے ایمان ہو کر گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ فقیری کفر ہو جائے فقیری روسیاہی ہے دونوں جہاں میں فقیر محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اپنی ذات کا نہ اپنے رب کا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب فقر وفاقہ کامل ہو تو وہ اللہ والا ہوا۔

نقل ہے حضرت مہدیؑ نے فرمایا جب فقر کامل ہوا تو وہ اللہ کا بندہ ہوا۔

منقول ہے کہ میاں سید عبدالفتاحؒ نے حضرت شاہ نظامؒ سے پوچھا کہ میاں جی متوکل کون شخص ہے تو حضرت شاہ نظامؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہم پھلوں کے درختوں کے نیچے بیٹھے ہیں اور اس پر پرندے ہیں اور جی میں آتا ہے کہ وہ جانور کچھ ہم کو دیں تو ہم کھائیں۔ اس طرح خیال کرنے والا شخص متوکل نہیں ہے۔ (پنج فضائل مطبوعہ صفحہ ۱۳۸)

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ بحالت جذبہ حجرے سے باہر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کون کون اشخاص ہیں حضرت سید عبدالفتحؒ نے عرض کیا بندہ، میاں عبدالرحمٰنؒ و میاں

ملک الہداد ؓ ہر سہ بندگانِ درگاہ ہیں۔ اس وقت حضرت شاہؓ نے ان تینوں کے قریب تشریف فرما ہوکر اور تینوں کو اپنے گلے سے لگا کر پیرہن منوران پر ڈال کر فرمایا کہ بھائی شاہ عبدالرحمٰنؒ بھائی سید عبدالفتاح تمہارے بڑے بھائی ہیں جو نعمت خدا سے تم کو پہنچائی جاتی ہے وہ اول میاں سید عبدالفتاح کو پہنچائی جاتی ہے بعد میں تم کو۔

جو شخص حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کی خدمت میں بغرض تلقین آتا تو حضرت شاہ نظامؓ جب تک اس شخص کا حال لوح محفوظ پر دیکھ کر یہ نہ معلوم کرتے کہ وہ مومن ہے تب تک آپؓ اس شخص کو تلقین نہیں فرماتے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شاہ نظامؓ کا کوئی بھی مرید مرتد نہیں تھا۔ شمع ولایت بھائی نظامؓ کی ذات ہے بلکہ آپ بہت سی شمعوں کو روشن کریں گے۔ (پنج فضائل صفحہ ۱۲۲)

نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ نے فرمان خدا تعالیٰ سے میاں نظامؓ کو ایسا کشف عطا کیا ہے کہ عرش سے فرش تک بلکہ فلک سے سمک تک میاں نظامؓ کے سامنے ایسا ہے جیسا کہ کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہو۔ (پنج فضائل صفحہ ۱۲۳)

نقل ہے کہ ایک دن شہر نگر ٹھٹھہ میں شاہ نظامؓ نے حضرت مہدیؑ سے عرض کیا میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ نماز سنتِ حاجات ہے وتر کی نماز سے پہلے جو شخص ان چار رکعتوں کو ادا کرے گا اس کا بہت ثواب ہوگا اگر اجازت ہوتو میں ادا کرتا ہوں۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ادا کرو۔ پس حضرت شاہ نظامؓ اپنی رحلت تک نماز سنتِ حاجات ادا کرتے تھے۔

(پنج فضائل صفحہ ۱۶۲)

منقول ہے کہ ملک معروف کی تین لڑکیوں کی شادی میاں نظامؓ کے تین فرزندوں سے ہوئی میاں عبدالرحمٰنؒ میاں عبدالقادرؒ میاں عبدالرزاقؒ چھوٹی لڑکی کو میاں پیر محمد کو دئے تھے۔

حضرت مہدی موعودؑ کا قرآن شریف آپ کے فرزندوں میں موجود ہے۔ جس عالم نے دیکھا اس کی تعریف کی اس مصحف کے حاشیہ پر آپ نے اس کے معنی تحریر کئے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ شہر ٹھٹھہ سے آگے روانہ ہوئے راستہ میں میاں سلام اللہؓ نے عرض کیا کتابوں میں ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول خدا علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کے نود پرنو (۹۹) نام ہیں جس میں اس کی ایک صفت ہو خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا ان میں کی کوئی صفت مجھ میں ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں پوری صفات ہیں۔ میاں سید سلام اللہؓ حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا کہ میرانجیؑ کیا حضرت کے اصحاب میں سے کسی میں ان میں کی کوئی صفت ہے۔ حضرت شاہ نظامؓ آگے چل رہے تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے اُن کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا پوری صفات ان میں موجود ہے۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صفات کا ظہور ہوا کہ ان میں تین سو (۳۰۰) سے کچھ اوپر صفات ہیں۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ نے عرض کیا میرانجی ان میں سے کوئی صفت ہم میں موجود ہے۔ میراں علیہ السلام نے فرمایا وہ سب صفات تم میں موجود ہیں۔ اور فرمایا اگر کسی مردہ کو زمین پر چلتا پھرتا نہ دیکھا ہو تو وہ میاں نظامؓ کو دیکھ لے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کی وفات

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کا دائرہ رادھن پور واحمد آباد میں تھا آپ نے چند سال قصبہ بڑلی میں بھی قیام فرمایا پھر وہاں سے جالور وچاپانیر میں بھی رہے۔ وہاں سے احمد نگر کو دوبارہ آئے تھے گجرات میں کئی جگہ آپ نے دائرہ قائم کیا تھا۔ پانچ سال دیوسینا میں قیام کیا۔ وہاں سے انوندرہ میں رہے اور اسی جگہ آپ واصل بحق ہوئے۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ نے ماہ ذیقعدہ کی آٹھویں تاریخ ۹۴۰ھ کو قادر قدیر کی تقدیر کے مطابق اپنی امانت حیات حق تعالیٰ کے حوالے کی اور اس فنا کے گھر سے عالم بقا کو باری تعالیٰ کی رحمت میں پہنچے۔ موسم بارش کا تھا اور حضرت سید عبدالفتاحؒ اس وقت موجود تھے۔ آپ کی عمر ۸۷ برس رہی۔ تیس برس خلافت پر فائض رہے۔ ستائیس برس کی عمر میں امامؑ سے ملاقات ہوئی اور صحبت مبارک میں گیارہ سال رہے۔ اور موضع انوندرہ میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کی مزار مبارک انوندرہ میں ہی ہے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کی ازواج:

حضرت شاہ نظامؒ کی تین بیبیاں تھیں۔

(۱) حضرت عائشہؓ آپ سے ایک دختر راجے مریم پیدا ہوئی۔

(۲) حضرت بی بی راجے فیروزہؓ آپ کو چار فرزند تھے۔ حضرت شاہ عبدالرحمٰنؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ، حضرت شاہ عبداللطیفؒ، حضرت شاہ عبدالرزاقؒ

(۳) حضرت بی بی اچھو بی بی۔ آپ سے دو فرزند شاہ محمد، صالح محمد۔ دو دختر ہیں بی بی نور اللہ اور بی بی رقیہ

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کے خلفاء:

میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ ،میاں عبدالقادرؓ ،میاں عبداللطیفؓ ،میاں عبدالرزاقؓ ،
میاں شیخ محمدؓ ،میاں سید عبدالفتاحؓ (داماد مہدی موعودؑ)، بندگی میاں ملک الہٰداد خلیفہ گروہؓ
احمد شاہ قدنؓ ۔مشہور معروف چار خلفاء ہیں۔

(۱) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ (۲) حضرت بندگی میاں ملک الہٰداد خلیفہ گروہؓ
(۳) حضرت بندگی میاں سید عبدالفتح بن بدرالدینؓ (۴) احمد شاہ قدنؓ

(۱) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ فرح میں ۹۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مہدی موعودؑ نے ان کے کان میں اذان فرمائی۔ آپ کی زوجہ بندگی ملک معروفؓ کی دختر نیک اختر ہیں۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی۔ آپ کا انتقال ۹ ربیع الثانی کو ہوا۔

نقل : بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی منقول ہے کہ میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ حافظ کلام اللہ تھے اور علم عربی فارسی میں دستکار رکھتے تھے۔۔آپ نے سیرت حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام المعروف بہ مولود حضرت امام مہدی موعودؑ تمام موالید میں سب سے پہلا مولود آپ ہی نے لکھا ہے۔

نقل ہے کہ ملک معروفؓ کی چار لڑکیاں تھی ایک بی بی خونزہ جی جن کو انہوں نے میاں عبدالرحمٰنؓ بن شاہ نظامؓ کو دیا تھا۔

اولاد: آپ کو بی بی خونزہ حبیب بنت بندگی ملک معروفؓ سے پانچ فرزند ہیں۔

(۱)میاں شاہ حبیب اللہ (۲)شاہ عبد المومن(۳)میاں شاہ عبد الحلیم(۴)میاں شاہ اشرف(۵)میاں شاہ صادق محمد۔

دو دختراں (۱)راجی فاطمہ(۲)خونزہ بی بی

میاں شاہ صادق محمد بن حضرت شاہ عبد الرحمٰنؒ سے فرزند میاں شاہ غنی محمدؒ ہیں (آپ کی نسل چن پٹن میں آباد ہے)

(۲) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالقادرؒ

حضرت میاں شاہ عبدالقادر بندگی میاںؒ کے دوسرے فرزند ہیں آپ تمام عمر بڑے بھائی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ کے ساتھ ہی رہے۔آپ اپنے والد کے مبشر اور منظور نظر ہیں۔آپ کا وصال انوندرہ ہی میں ہوا۔حضرت شاہ نظامؒ کے پائین کی طرف دفن ہیں۔

(۳) حضرت بندگی میاں شاہ عبداللطیفؒ

آپ اپنے والد کی تربیت وصحبت میں رہے۔مبشر ومنظور پدر عالی قدر ہیں۔آپ کا قدم عالیت اور عزیمت کے کمال درجہ پر تھا۔آپ کی شادی بی بی خونزا گوہر بنت ثانی مہدیؑ سے ہوئی تھی۔ بعد میں شریعت سے تفریق کرادی گئی اس کے چند دن بعد میاں نظامؒ نے دوسری طرف شادی کرادی۔۲۱رشعبان میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار چونڈ میں میاں عبدالفتحؒ کے چبوترے پر جانب مشرق ہے۔

(۴) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرزاقؒ

میاں شاہ عبدالرزاقؒ یہ صاحب کشف وکرامات تھے۔تربیت وصحبت پدر عالی قدر سے تھی۔انوندرہ میں مدفون ہیں۔آپ کی اولاد میں چار فرزند ہیں۔

(۱)میاں شاہ عبدالمجید(۲)میاں شاہ رکن محمد(۳)میاں شاہ عبدالستار(۴)میاں شاہ شریف محمد

میاں عبدالمجید بن میاں عبدالرزاق بڑے بزرگ اور فائض البرکات تھے۔ آپ کو چار فرزند ہوئے (۱) میاں شاہ عبدالشکورؒ (۲) میاں درویش محمدؒ (۳) میاں شاہ الہداد (۴) میاں شاہ عبدالحیؒ

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالشکورؒ:

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالشکورؒ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالشکورؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ عبدالمجیدؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرزاقؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالشکورؒ دکن میں آ کر چنچل گوڑہ میں دائرہ قائم کیا اور یہیں پر ہی مقیم رہے۔ اور آپؒ کی تربت چنچل گوڑہ میں ہی ہے۔ (شکور میاںؒ کی پائین کے نام سے مشہور ہے) آپؒ میاں عبدالکریم بن بندگی میاں شاہ عبداللطیف بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے گودی بیٹے تھے۔ بادشاہ جہانگیر کے دور میں آپ گجرات سے ہجرت کر کے دکن تشریف لائے اس وقت گولکنڈہ پر عبداللہ قطب شاہ کی حکومت تھی اور آپ نے چنچل گوڑہ میں دائرہ قائم کیا۔

ایک مرید پانی کے لئے باؤلی پر پہنچ کر دیکھا باؤلی سوکھی ہے وہ واپس آ کر کیفیت حضرت کو پہنچائی تو حضرت میاں شاہ عبدالشکورؒ فرماتے ہیں دوبارہ جا کر دیکھو جب وہ جا کر دیکھا تو خدا کی قدرت سے پانی باؤلی کی سیڑھیوں تک آ گیا تھا۔

حضرت میاں عبدالشکورؒ کے ایک مرید میاں حیدر نے عرض کیا کہ خوندکار مجھے اولاد نہیں ہے دعا فرمائیے تو آپ نے مرید کے سر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا خدا کی رحمت سے

مایوس مت ہو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹا عطا کیا۔ میاں حیدر نے اس خوشی میں جو کا ملیدہ گھی، شکر اور کھوپرا شامل کر کے بنایا اور دائرہ میں لا کر تقسیم کیا ۔آج بھی عقیدت مند منت کی تکمیل پر ملیدہ لاتے ہیں۔

حیدرآباد دکن چنچل گوڑہ میں سب سے پہلے آنے والے بزرگوں میں حضرت بندگی میاں راج محمدؒ ہیں حضرت کا وصال ۱۰۴۲ھ میں ہوا اس وقت چنچل گوڑہ میں حضرت میاں شاہ عبدالشکورؒ تھے۔اسی دور میں حضرت بندگی میاں شاہ نصرتؒ حضرت بندگی میاں راج محمدؒ کے پرسہ کے لئے تشریف لائے تھے۔پھر آپؒ نے یہاں پر دائرہ باندھا۔جب حضرت میاں شاہ عبدالشکورؒ کو حضرت بندگی میاں شاہ نصرتؒ کے چنچل گوڑہ آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ یہاں سے ہجرت کرنے کی تیاری کی۔جب حضرت بندگی میاں شاہ نصرتؒ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا بھائی میاں شکور سے کہوان کی خمیر یہیں کی ہے۔بندہ چند دن رہ کر چلا جائے گا۔ حضرت شاہ نصرتؒ کے کہنے پر آپ بندگی میاں شاہ عبدالشکورؒ چنچل گوڑہ میں ہی قیام کیا۔۸ر شعبان ۱۰۶۸ھ کو اس فانی دنیا سے کوچ فرمائے۔دائرہ ہی میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

(۵) حضرت بندگی میاں صالح محمدؒ:

حضرت میاں صالح محمد بندگی میاں شاہ نظامؒ کے منظور نظر و مبشر تھے۔والد بزرگوار حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ اور بھائی شاہ عبدالرحمٰنؒ کے وصال کے بعد میں صالح محمدؒ اپنے بھائی شاہ عبداللطیفؒ اور ہمشیرہ بی بی نور اللہؒ کے ہمراہ ہجرت کر کے میاں سید عبدالفتحؒ کی صحبت میں رہے۔حضرت شاہ صالح محمدؒ بتاریخ ۱۲ر ربیع الاول میں واصل بحق ہوئے اور حضرت شاہ عبدالفتحؒ کے چبوترے پر جانب مشرق دفن ہوئے۔حضرت موصوف کو تین فرزند ہیں۔(۱) میاں راجی محمد (۲) میاں عزیز محمد (۳) میاں شاہ ولی محمد

حضرت بندگی میاں صالح محمدؒ کی اولاد میں اہل ارشاد زمانہ حال میں حضرت شاہ عبدالستار نظامی المعروف توکلی ابجی میاںؒ بڑے متقی، پرہیز گار، شب بیدار بزرگ گذرے ہیں آپ نے تین مرتبہ اللہ کی راہ میں اپنے سارے گھر کا سامان وتمام چیزیں راہ للہ میں دے دیا اسی وجہ سے توکلی ابجی میاںؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ تقریباً ۱۲۵ سال عمر پائی۔ آپ کا وصال چن پٹن میں ہوا اور وہی مدفون ہیں۔ چن پٹن میں ان کے سلسلہ کی ارشادی آج تک جاری ہے۔ اوران کے سلسلے کے لوگ آج بھی چنچل گوڑہ حیدرآباد میں موجود ہیں۔

(۶) حضرت بندگی میاں شاہ نور محمدؒ:

حضرت بندگی میاں شاہ نور محمد اپنے والد کے تربیت اور صحبت یافتہ ہیں۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے وصال کے بعد میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ کی صحبت میں تا حیات رہے انوندرہ میں وصال ہوا۔ اور وہیں پر دفن کیا گیا۔ آپ کو دوفرزند میاں عاشق محمد، میاں شیر محمد ہیں۔ میاں شیر محمد کو دوفرزند ہیں میاں نور محمد، میاں صالح محمد

ماخذ

(۱) سیرت مہدی موعودؑ المعروف مولود شریف مولفہ حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ

(۲) انصاف نامہ (۳) حاشیہ شریف (۴) القول المتین

(۵) فتح مبین (۶) پنج فضائل (۷) تذکرۃ الصالحین

(۸) تاریخ سلیمانی (۹) صنم خانہ تصوف (۱۰) کیمیائے سعادت

(۱۱) سیرالاولیاء مولفہ محمد بن مبارک کرمانی

(۱۲) روح تصوف (۱۳) تاریخ فرشتہ (گنج شکر والا ذکر)

(۱۴) سیرت شمع ولایت مرد قلاش حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ مولفہ سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب